REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ○ وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

جلد ۳۷ (POSTEL REGISTRATION NO.RG.D.P3) شمارہ ۵۲

ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر: عبدالحق فضل

نائب: قریشی محمد فضل اللہ

شرح چندہ:
سالانہ = ۵۰/- روپے
ششماہی = ۲۵/- روپے
ممالک غیر بذریعہ ہوائی ڈاک ۲۰/- روپیہ
فی پرچہ ایک روپیہ

The Weekly BADR Qadian 143516

۱۹ جمادی الاول ۱۴۰۹ ہجری ۲۹ فتح ۱۳۶۷ ہش ۲۹ دسمبر ۱۹۸۸ء

اخبارِ احمدیہ

قادیان ۲۹ فتح (دسمبر) سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے بارہ میں ہفتہ زیرِ اشاعت ملنے والی تازہ ترین اطلاع مظہر ہے کہ حضور پُرنور اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر و عافیت ہیں اور مہمات دینیہ کے سر کرنے میں ہمہ تن مصروف ہیں الحمد للہ احباب کرام التزام کیساتھ اپنے دل و جان سے پیارے آقا کی صحت و سلامتی، درازیٔ عمر اور مقاصد عالیہ میں کامیابی کیلئے درد دل سے دعائیں جاری رکھیں (باقی صفحہ ۵ پر ملاحظہ ہو)

خطبہ جمعہ

میں تمام جماعت کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ یہ انتظار نہ کیا کریں کہ

کوئی بیماری بڑھ کر اس مقام تک پہنچ جائے کہ جہاں آپریشن ضروری ہو جاتا ہے

صرف نظام جماعت کا فرض نہیں بلکہ ہر احمدی کا فرض ہے کہ ان چیزوں کے خلاف خود نگران بن جائے

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۲۱ اخاء (اکتوبر) ۱۳۶۷ ہش / ۱۹۸۸ء بمقام مسجد فضل لندن

محترم عبدالحمید صاحب غازی لندن کا قلمبند کردہ یہ بصیرت افروز خطبہ جمعہ ادارہ بدر کلیتاً اپنی ذمہ داری پر ہدیۂ قارئین کر رہا ہے ——— (ایڈیٹر)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور اقدس نے فرمایا:-

میں نے گزشتہ جمعہ یہ مضمون شروع کیا تھا کہ جب بھی کوئی مسلمان سیلاب کی غیر معمولی تباہ کاریاں دیکھتا ہے تو اس کا ذہن طوفانِ نوحؑ کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔ اور اخباروں میں آپ کو عموماً یہ مضمون دکھائی دیں گے کہ یہ خدا کا عذاب ہے جس سے بچنے کے لئے ہمیں کچھ کرنا چاہئے۔

ایک احمدی مسلمان کا ذہن صرف ہزارہا سال پہلے کے حضرت نوحؑ کے واقعہ ہی کی طرف منتقل نہیں ہوتا بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتاب کشتیٔ نوح کی طرف بھی منتقل ہوتا ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ اس زمانے کے سیلابوں کی تباہ کاریوں سے بچانے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک کشتی عطا کی گئی۔

اس کے ساتھ ہی میں نے یہ ذکر کیا تھا کہ کشتیٔ نوح کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ جن سیلابوں کی تباہ کاریوں کا اس زمانہ کے تعلق میں ذکر ہے وہ در حقیقت

گناہوں کے سیلاب ہیں اور معاصی کے طوفان ہیں

جب بدعملی زور پکڑتی اور موجیں مارتی ہے تو ہر قسم کے جرائم دنیا میں اچھلنے لگتے ہیں۔ اور ان کے نتیجے میں قومیں غرق ہو جاتی ہیں۔ بعد میں انسان کی تباہی خواہ کچھ زیادہ وقت سے یا تھوڑا وقت لے، وہ ایک منطقی نتیجے کے طور پر ظاہر ہوتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جو روحانی معنوں میں نوحؑ کا لقب عطا فرمایا گیا وہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت سے سمجھا جا سکتا ہے۔ اگرچہ حضرت نوحؑ کے طوفان کے متعلق بھی یہی کہا جاتا ہے کہ ساری دنیا غرق ہو گئی تھی مگر جہاں تک انسانی تحقیق کا تعلق ہے یہ بات قرین قیاس ہے نہ تاریخی اور سائنسی شواہد سے ثابت ہے نہ عقل اس کو تسلیم کر سکتی ہے کہ ایک بارش کے نتیجے میں تمام دنیا کے بڑے بڑے پہاڑ غرق ہو چکے ہوں اور کسی جگہ کوئی پناہ گاہ باقی نہ رہے۔ زمین کی اونچ نیچ، اس کا طول و عرض، اس کے نقشہ کی کیفیت، یہ ساری چیزیں اس تصور کو رد کرتی ہیں۔ لیکن اس کے باوجود یہ قطعی طور پر درست ہے کہ وہ دنیا جس دنیا کی طرف حضرت نوحؑ مامور فرمائے گئے تھے اور ہو سکتا ہے کہ اس وقت انسانی آبادی وہیں تک سمٹی ہو۔ اس پہلو کو ہرگز عقلاً یا سائنس کے نکتہ نگاہ سے رد نہیں کیا جا سکتا کہ انسانی معاشرے کی ترقی یافتہ صورت انہی علاقوں میں بستی ہو جن علاقوں میں حضرت

منیر احمد حافظ آبادی ایم اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر: نگران بدر بورڈ قادیان

نوحؑ خدا کا پیغام لے کر آئے۔ اور چونکہ وہ انسانوں کی ترقی یافتہ صورت تھی اور وہ ایک ایسی تہذیب تھی جو تمام دُنیا کے انسانوں کی نمائندگی کر رہی تھی، اس لئے اُن کی غرقابی کو سب دُنیا کی غرقابی قرار دیا گیا۔

وہ اُمتوں کے بیج تھے۔ وہ ایسے لوگ تھے جن سے آئندہ تہذیبی اُمتیں قائم ہوئی تھیں۔ ان معنوں میں خدا تعالیٰ نے اُن کو تمام دُنیا کے نمائندہ کے طور پر جب غرق فرمایا تو نقشہ ایسا کھینچا گویا سب دُنیا غرق ہوگئی۔ لیکن جہاں تک قرآن کریم کی آیات کا تعلق ہے، واضح طور پر کسی جگہ بھی یہ نہیں فرمایا گیا کہ تمام دُنیا غرق ہوگئی۔ بائیبل کی کہانیوں میں تو آپ کو یہ ملے گا، دوسرے قصوں میں یہ بات مذکور ہوگی۔ لیکن قرآن کریم نے صاف لفظوں میں کسی ایک جگہ بھی

ساری دُنیا کی غرقابی کا ذکر نہیں فرمایا

ہاں، حضرت نوحؑ کے مخاطبین کا ذکر فرمایا ہے۔ حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جو مذاق اور تمسخر کرتے تھے اور کشتی بنانے کے وقت پاس سے گزرتے ہوئے کئی قسم کے طعن و تشنیع سے کام لیتے تھے وہ وہی لوگ تھے جن سے حضرت نوحؑ مخاطب تھے۔ ہاں، دوسرے پہلو کا ذکر قرآن کریم میں موجود ہے جو میں نے ابھی بیان کیا ہے کہ اُن کو تمام دنیا کا نمائندہ ضرور سمجھا گیا۔ اور تمام اُمتوں کا خلاصہ قرار دیا گیا۔ چنانچہ قرآن کریم میں حضرت نوحؑ سے مخاطب ہوکر یہ فرمایا گیا:

قِيلَ يَا نُوحُ اهْبِطْ بِسَلَامٍ مِّنَّا وَبَرَكَاتٍ عَلَيْكَ
وَعَلَىٰ أُمَمٍ مِّمَّن مَّعَكَ ۚ وَأُمَمٌ سَنُمَتِّعُهُمْ
ثُمَّ يَمَسُّهُم مِّنَّا عَذَابٌ أَلِيمٌ ٥ (ھود - ۴۹: ۱۱)

کہ نوحؑ سے یہ فرمایا گیا کہ تو ہماری طرف سے سلامتی کے ساتھ کشتی کے سفر پر روانہ ہو، اور اس حالت میں کہ خدا کی برکتیں تیرے ساتھ ہیں اور اُن اُمتوں کے ساتھ ہیں جو تیرے ساتھ ہمسفر ہیں۔

بعض علماء یہ سمجھتے ہیں کہ یہاں اُمتوں سے مراد مختلف قسم کے جانور تھے جو اپنی اپنی قسم کے نمائندہ تھے۔ حالانکہ قرآن کریم جانوروں کے متعلق یہ لفظ استعمال نہیں فرما سکتا کہ وہ برکتیں، وہ رحمتیں جو نبیوں کو عطا ہوتی ہیں وہ اُن کے ساتھ جانوروں کو بھی عطا ہوں گی۔ ایک محض لغو تصور ہے جس کو نعوذ باللہ قرآن کریم کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ پھر اسی آیت کریمہ کا اگلا حصہ اس بات کو خوب کھول رہا ہے کہ اُمتوں سے کون مراد ہیں؟ فرمایا:

"— اور ایسی اُمتیں بھی ہیں جو کشتی میں سوار ہیں لیکن ہم اُن کو فائدہ سے محروم تو نہیں رکھیں گے۔ اُن کو کچھ فائدہ دینے کے بعد اُن کی بعد میں پیدا ہونے والی بداعمالیوں کے نتیجہ میں، اُن کو دردناک عذاب میں مبتلا کر دیں گے۔"

تو جانوروں کے متعلق خدا کی یہ تقدیر نہیں ہے کہ کچھ فائدہ پہنچانے کے بعد، جانوروں کی نسلوں کو عذاب میں مبتلا کیا جائے۔ آخر کیوں کیا جائے؟ وہ تو شریعت کے مکلف نہیں ہیں۔ اس لئے اسی آیت کریمہ کے آخری حصے نے اس مضمون کو خوب کھول دیا کہ حضرت نوحؑ کے ساتھ سوار لوگ تمام دنیا کی اُمتوں کے نمائندہ تھے۔ اور ان کے اندر وہ بیج موجود تھا جس سے اُمتیں پیدا ہوتی ہیں۔ اس پہلو سے وہ دُنیا غرق کی گئی۔ یعنی تمام دنیا گویا ڈوب گئی جب خدا تعالیٰ نے اس بیج کو محفوظ کر کے باقی سب لوگوں کو، جو اُن کو مٹانے کے درپے تھے، ہلاک کر دیا۔

ایک احمدی کے لئے

اس نکتۂ نگاہ کو سمجھنا بہت ہی ضروری ہے۔

جیسا کہ میں نے کہا تھا، حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے کشتی نوحؑ کی بحث آئے گی۔ اور یہ کشتی نوحؑ کا واقعہ تمام دنیا کے انسانوں کو بچانے کے لئے بنائی گئی ہے۔ حضرت نوحؑ کے زمانے کے چند لوگوں کو بچانے کے لئے نہیں جن کا تعلق ایک قوم سے تھا۔ بلکہ چونکہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سرداری اور آپؐ کی سیادت تمام دُنیا پر محیط ہے، اس لئے جو بھی آپؐ کا سچا غلام ہوگا، اگر اُسے نوحؑ کا خطاب دیا جائے تو اس سیلاب کا تعلق بھی سب دُنیا سے ہوگا اور اُس کشتی کا تعلق بھی سب دُنیا سے ہوگا۔

اس پہلو سے جماعت احمدیہ کے اُوپر بے انتہاء ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اُس کشتی کی حفاظت کرے جو کشتی اُن کے اخلاق سے تعمیر ہو رہی ہے۔ جو کشتی اُن کی نیکیوں سے تعمیر ہو رہی ہے۔ جو کشتی اُن کو بدیوں سے بچا رہی ہے۔ کیونکہ یہ بدیوں سے بچانے والی کشتی ہی ہے۔ اور نیکیوں کی تلقین کر رہی ہے، اُن کی نیکیوں میں نشو و نما پیدا کرتی ہے۔ اُس سیلاب سے جس طرح کشتی بلند ہوئی تھی، طوفان نوحؑ نے ہر چیز کو غرق کر دیا۔ مگر اُس کشتی کو غرق نہیں کر سکا۔ اسی طرح بدیوں کا سیلاب خواہ کتنا بلند سے بلند تر ہوتا چلا جائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کشتی میں بیٹھ کر آپ بھی اُس کے مطابق بلند تر ہوتے چلے جائیں گے، اگر اپنے اخلاق کی حفاظت کریں گے۔

معاصی کا یہ سیلاب آپ کو سَر بلندی اور عظمت عطا کرے گا۔ کیونکہ معاصی کا سیلاب جتنا بلند ہوگا، اُتنی ہی آپ کی اخلاقی عظمت نمایاں ہوکر دُور دُور سے دُنیا کو دکھائی دینے لگے گی۔ لیکن اگر آپ نے اس کو کھیل سمجھا، یہ سمجھ لیا کہ ہر شخص جو ظاہری کشتی میں آچکا ہے وہ لازماً بچایا جائے گا۔ تو یہ درست نہیں۔ قرآن کریم فرماتا ہے:

اور اس کشتی میں ایسی اُمتیں بھی سوار ہیں جنہیں بچایا جا رہا ہے جو کچھ عرصہ فائدہ بھی اُٹھائیں گی۔ لیکن بدبختی اور بدقسمتی سے آئندہ ان کی نسلوں میں گناہگار پیدا ہوں گے۔ اُن گناہوں کا بیج اُن لوگوں کے اندر موجود تھا جن کا ذکر کیا گیا ہے۔ خدا تعالیٰ کی ستاری نے اس کو ڈھانپا ہوا تھا، خدا تعالیٰ کی مغفرت نے اُس سے درگزر فرمائی۔ لیکن خدا تعالیٰ جو عالم الغیب ہے، جانتا تھا کہ اس مخفی بیج نے ضرور نشو و نما پانی ہے اور ایک ایسا وقت آئے گا جب بدقسمتی سے یہ گناہگار نسلیں پیچھے چھوڑ جائیں گے۔

پس اس نکتۂ نگاہ سے جماعت احمدیہ کے اُوپر بے انتہا ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ کہ وہ بڑی باریک نظر سے اپنی کمزوریوں پر نگاہ رکھیں اور اپنے سینوں سے اُن گندے بیجوں کو اُکھاڑ پھینکیں جو اگر آج کے دن مخفی بھی رہیں گے تو کل اُن کا ظاہر ہونا لابدی ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کی تقدیر اسی طرح سلوک کیا کرتی ہے۔ بعض پردہ پوشیاں، بعض نیک لوگوں کی برکتوں کے نتیجہ میں حاصل ہوتی ہیں۔ لوگ اُن برکتوں سے حصہ پاتے ہیں اس لئے اُن کی بُرائیوں سے بھی درگزر فرمائی جاتی ہے۔ لیکن پھر ایسے زمانے آتے ہیں جبکہ وہ پردے اُٹھا لئے جاتے ہیں۔ اسی لئے اس مضمون کو خوب اچھی طرح ذہن نشین کر کے اپنے حالات کا جائزہ لیں۔ میں بار بار جماعت کو متوجہ کرتا رہا ہوں۔ اب پھر کہہ رہا ہوں۔ کہ

ہم جس نئی صدی میں داخل ہونیوالے ہیں

اُس صدی میں داخل ہونے سے پہلے ہمیں اپنے آپ کو صاف اور ستھرا کرنا چاہیئے۔ اگلی صدی کے لئے اس رنگ میں تیاری کرنی چاہیئے کہ آئندہ ایک سو سال، جو کچھ بھی دُنیا میں ہوگا، بدی اور نیکی کی جنگ میں جو کچھ بھی رونما ہوگا۔ اُس کا فیصلہ کرنے والے ایک پہلو سے ہم ہیں۔ ہم نے آئندہ صدی میں کچھ نسلیں، کچھ بچے بھیجنے ہیں۔ اگر ہم نے اُن کی تربیت اچھی کر دی۔ اُن کی حفاظت کے سامان کئے۔ اُن کو خدا تعالیٰ کی شریعت کی کشتی میں سوار کیا اور صاف اور ستھرا کر کے اور سجا کے اگلی صدی میں بھیجا تو اُن کا فیض اور ان کی برکتیں مدتوں تک جاری رہیں گی۔

ایک صدی کا عرصہ ایک لمبا عرصہ ہوا کرتا ہے۔ بعض پہلوؤں سے کچھ بھی نہیں آناً فاناً گزر جاتا ہے مگر بعض پہلوؤں سے ایک بہت بڑی اہمیت حاصل ہے۔ قوموں کا عروج ایک صدی کے اندر قائم رہتا ہوا دکھائی دیتا ہے اور محسوس نہیں ہوتا کہ قومیں تنزل اختیار کر گئی ہیں۔ لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ ایک سو سال کا عرصہ اس پہلو سے اتنا لمبا ہے کہ قوموں کے عروج کے بعد اُن کے زوال کے آثار ایک سو سال کے اندر لازماً شروع ہو جایا کرتے ہیں۔

اسی لئے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے جو خوشخبری عطا فرمائی کہ ہر صدی کے سر پر خدا تعالیٰ ایسے لوگوں کو مبعوث فرمائے گا جو تیری اُمت میں دین کی تجدید کریں گے اور احیاء کریں گے۔ یہ ایک ایسا نظام ہے جس کا جاری ہونا لازمی تھا۔ جس طرح آپ نہروں میں دیکھتے ہیں کہ اس خطرے سے کہ رفتہ رفتہ پانی کی رفتار سست نہ ہو جائے اور اُس زرخیز مٹی کو جسے وہ اُٹھا کے لئے پھرتی ہے اُسے گرا کر خود اپنی راہ کو تنگ نہ کر دے، ٹھوکریں پیدا کی جاتی ہیں اور مصنوعی آبشاریں بنائی جاتی ہیں۔ وہ آبشاریں اُس رفتار کو ایکدفعہ پھر تیز کر دیتی ہیں۔ اور اس طرح پانی کی زندگی کا عمل جاری رہتا ہے۔ روحانی لحاظ سے تجدید دین کا یہی مضمون ہے جو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر روشن فرمایا گیا اور آپ سے اس مضمون کے پیش نظر تجدید دین کا وعدہ فرمایا گیا۔ میرا یہ ایمان ہے کہ جب تک خلافت جاری ہے، جو خلیفہ بھی اسی اہم موقعے پر۔ یعنی دو صدیوں کے سنگم پر ہوگا، اللہ تعالیٰ اُسی سے تجدید دین کا کام لے گا۔

مجدد کہنا ضروری نہیں اور نہ خلیفہ کو مجدد کہنے سے خلیفہ کی شان بڑھتی ہے۔ تجدید ایک خدمت ہے اور ہر خلیفہ اسی خدمت پر مامور رہتا ہے۔ لیکن زمانے کے اثرات کے نتیجے میں بعض اہم مواقع پر یہ خدمت ایک خاص رنگ اختیار کر جاتی ہے اور بعض اہم اقدامات کرنے پڑتے ہیں جن کے نتیجے میں وہ کمزوریاں، جو رفتہ رفتہ پیدا ہو رہی ہوتی ہیں، بعض دفعہ نظر سے اوجھل ہو جاتی ہیں، دب جاتی ہیں۔ بعض نئے رجحان پیدا ہونے شروع ہو جاتے ہیں، ان پر نظر رکھتے ہوئے اُس کو بعض اقدامات کرنے پڑتے ہیں۔ اسی لئے

جہاں تک خدا تعالیٰ مجھے توفیق عطا فرماتا ہے

میں اس ذمہ داری کو ادا کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ اور میں نے اسی سلسلے میں نصیحتوں کا یہ سلسلہ دوبارہ شروع کیا ہے۔

جو بدیاں آجکل معاشرے میں پھیل رہی ہیں وہ وہی ہیں جو احمدیوں میں بھی راہ پاتی ہیں۔ اس کے علاوہ بدیاں احمدیوں سے تو نہیں پھوٹتیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بنیادی طور پر احمدیوں کی اتنی اصلاح ہو چکی ہے کہ وہ نئی بدیوں کے ایجاد کرنے والے نہیں۔ لیکن جو بدیاں دنیا ایجاد کرتی ہے جو برائیاں معاشرے اور ماحول میں پھیلتی ہیں، یہ کہنا کہ احمدی اُن سے متاثر نہیں ہو سکتے بالکل غلط بات ہے۔ بعض دفعہ کشتیاں میں سوراخ بھی ہو جایا کرتے ہیں۔ اور بعض دفعہ طوفان کی لہریں اتنا اچھلتی ہیں کہ پانی باہر سے کشتی کے اندر داخل ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ اس لئے سب ملاحوں کے ساتھ کچھ ایسے برتن رکھے ہوتے ہیں جن سے وہ بار بار پانی نکالتے رہتے ہیں۔ اور آجکل کی جدید کشتیاں بھی اس سے مستثنیٰ نہیں ہیں۔ اگر وہ اس ذمہ داری سے غافل ہو جائیں تو جدید سے جدید اور محفوظ سے محفوظ کشتی بھی غرق ہو سکتی ہے۔ اس لئے بیرونی بدیوں کا کناروں سے اچھل کر جماعت میں داخل ہونا ایک نظام قدرت ہے جس سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔

دوسری طرف ان بدیوں کے خلاف دفاع کی ذمہ داری جو جماعت پر عائد ہوتی ہے، اُس سے کسی پہلو سے بھی آنکھیں بند نہیں کی جا سکتیں اور زندگی اور موت کی جدوجہد کا یہ ایک جاری سلسلہ ہے۔ جیسے ہماری جماعت کو خوب اچھی طرح سمجھ کر، زندگی کی حفاظت کے تمام اقدامات کرنے پڑیں گے خصوصیت کے ساتھ جو چند برائیاں میرے پیش نظر ہیں، جن کے خلاف جماعت کو بار بار توجہ دلانے کی ضرورت ہے اور جن کے متعلق نظام جماعت کو بار بار بیدار مغزی کے ساتھ اقدامات کرنے کی ضرورت ہے، اُن میں ایک

مالی بے راہ روی بھی ہے

دنیا میں بددیانتی اتنی بڑھ گئی ہے کہ دنیا کی انتہائی ترقی یافتہ قومیں بھی دن بدن بددیانت سے بددیانت تر ہوتی چلی جا رہی ہیں۔ پہلے تصور یہ تھا کہ بددیانتی غریب ملکوں کی بیماری ہے۔ بھوکا آدمی اگر چوری نہیں کرے گا تو اور کیا کرے گا، کیسے زندہ رہے گا۔ اور جس کی ادنیٰ ضرورتیں بھی پوری نہیں ہوتیں اگر وہ معاشرے میں اعلیٰ معیار کی زندگی کو دیکھتے ہیں اور سکھ والے لوگوں کو عیش و عشرت کی زندگی بسر کرتے ہوئے دیکھتے ہیں تو ان کے دل میں یہ خیال پیدا ہو جاتا ہے کہ ہم زندگی کی ادنیٰ ضرورتوں سے بھی محروم ہیں۔ تو جس طرح بھی بس چلے، ہم بھی کیوں نہ اُن کی دولت میں حصے دار ہوں! غریب ملکوں کی بدیوں کی یہ ایک Justification، یعنی وجہ جواز ہو تو ایسی بدیاں امیر ملکوں میں نہیں ہونی چاہئیں۔ لیکن یہ Haves اور Have nots کا جو تناسب ہے۔ جن کے پاس ہے اور جن کے پاس نہیں ہے، ان لوگوں کا تناسب، سوسائٹی میں جہاں جہاں بھی موجود ہے، یہ ردّعمل دکھاتا ہے اور اس کے نتیجے میں لوٹ کھسوٹ، دوسرے کی دولت پر نظر رکھنا اور عیش و عشرت کے اُن سامانوں کے حصول کی کوشش کرنا جو سوسائٹی کے ایک طبقے کو حاصل ہیں اور ایک طبقے کو حاصل نہیں ہیں یہ ایک طبعی امر ہے۔ اس لئے ہم اس کو بھی یہاں تک سمجھ سکتے ہیں کہ اس کی بھی ایک وجہ جواز موجود ہے تو کیا پھر اشتراکی دنیا میں یہ بدیاں نہیں؟ کیا وہاں یہ رجحان نہیں بڑھ رہا؟ جہاں سب کو ایک ہی اصول کے مطابق دولت کی تقسیم کی جاتی ہے۔ جہاں یہ کوشش کی جاتی ہے کہ کوئی ایک دوسرے سے اتنا اچھا نہ ہو کہ اس کے نتیجے میں دونوں میں حرص پیدا ہو۔ کیا وہاں ایسی بدیاں نہیں؟

چونکہ میں قرآن کریم کی تعلیم سے یہ سمجھتا ہوں کہ دولت کی برابر تقسیم بدیوں کو ہرگز رد کرنے کا کوئی حل نہیں ہے۔ اس لئے اس مضمون میں مجھے ہمیشہ دلچسپی رہی۔ چنانچہ بعض دفعہ جب چینی دانشور یا مختلف سیاح مجھ سے ملتے رہے تو میں نے اُن سے بار بار یہ سوال کیا کہ شائد روس میں تو دولت کی برابر تقسیم اس طرح موجود نہیں رہی لیکن ماؤزے تنگ (MAO TSE TUNG) کے زمانے میں، چین میں واقعۃً بڑے اخلاص کے ساتھ اشتراکی تعلیم پر عمل ہو رہا تھا۔ تو میں اُن سے پوچھتا رہا کہ آپ فرمائیے کہ کیا آپ کے ہاں یہ جرائم موجود نہیں رہے؟ اکثر لوگ اس بات کو ٹال دیتے تھے اور صحیح جواب نہیں دیتے تھے۔ لیکن ایک دفعہ ایک ایسے دوست تشریف لائے جن کا تعلق چین کے ان رسائل سے تھا جو باہر کی دنیا میں تقسیم کرنے کے لئے خصوصیت کے ساتھ تیار کئے جاتے ہیں "CHINA RECONSTRUCTS" وغیرہ قسم کے بہت سے رسالے ہیں جو میں نے لگوا رکھے تھے۔ تو میرے ذہن میں ایک ترکیب آئی کہ اُن سے اس طرح سوال کرنا چاہئے۔ ہو سکتا ہے کہ اس کے نتیجے میں کوئی مفید مطلب بات حاصل ہو جائے۔ میں نے اُن سے کہا کہ میں آپ کا رسالہ بڑے شوق سے پڑھتا ہوں۔ بڑے دلچسپ مضامین ہیں لیکن اس رسالے کے مطالعہ سے ایک بات دن بدن مجھ پر ثابت ہوتی چلی جا رہی ہے کہ اس میں کچھ دکھاوا ہے اور خصوصیت کے ساتھ بیرونی دنیا کو متاثر کرنے کے لئے یہ رسالہ بنایا گیا ہے۔

انہوں نے کہا کہ آپ کا یہ تاثر کیوں ہے؟

میں نے کہا اس لئے کہ اس میں چینی معاشرے کی خوبیاں تو بیان ہوتی ہیں لیکن بدیوں کا کوئی ذکر نہیں ملتا۔ CRIME (جرم) کا ذکر نہیں ملتا۔ میں نے کہا کہ میں یہ سوچ بھی نہیں سکتا کہ لیکن کسی

کوئی انسانی معاشرہ بدیوں سے پاک ہو جائے

بعض پہلوؤں سے دولت کی مساوی تقسیم، ہو سکتا ہے کہ بعض بدیوں کو دبانے میں کامیاب ہو جائے۔ لیکن وہ اُن کو دلوں میں پیدا ہونے سے نہیں روک سکتی۔ پھر انسان مختلف قسم کے بنے ہوئے ہیں۔ کوئی خوبصورت ہے کوئی بدصورت ہے۔ کوئی اونچے قد کا ہے کوئی چھوٹے قد کا ہے۔ کسی کو کسی سے محبت ہو گئی ہے اور کسی کو کسی سے محبت ہو گئی ہے۔ رقابتیں ہیں اور نفسیاتی اُلجھنیں ہیں جو اس تفریق سے پیدا ہوتی ہیں جن کو دولت کی برابر تقسیم یکساں نہیں کر سکتی۔ یہ تفریق جاری رہتی ہے۔ (میں نے اور بھی مثالیں دیں۔ لمبی گفتگو کی) تو میں کیسے مان جاؤں کہ آپ کے ہاں کرائم (جرم) نہیں ہے۔ جب آپ کرائم کو چھپا رہے ہیں اور اپنے اندرونے کو باہر کی دنیا سے چھپاتے ہیں تو ہمیں آپکی اُن خوبیوں پر بھی اعتماد نہیں رہتا جن کو آپ ظاہر کر رہے ہیں۔

یہ بات اُن کے دل کو لگی اور مجھے یقین ہے کہ انہوں نے یہ سارا مضمون چین میں لکھ کر بھجوایا ہے کہ اس کے ایک دو مہینے کے بعد چین کے اُن رسالوں میں تقریباً ہر رسالے میں چین کی کمزوریوں کا ذکر آنا شروع ہو گیا۔ کہ یہ یہ بدیاں ہیں، یہ یہ کرائمز ہیں۔ زنا بالجبر کے نتیجے میں ہم فلاں جگہ پھانسی دے رہے ہیں اور یہ حرکتیں ہوتی ہیں، وہ حرکتیں ہوتی ہیں اس کے ساتھ جواز بھی تھے کہ بیرونی دنیا سے آنے والے لوگ بعض خرابیاں بھی لے کر آتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ مگر یہ مسئلہ حل ہو گیا کہ ہر معاشرے میں بُرائیاں بہرحال موجود رہتی ہیں۔

تو ان برائیوں سے جن سے دنیا کا کوئی حصہ بھی خالی نہیں ہے۔ نپٹنے کے لئے جماعت احمدیہ کو پیدا کیا گیا ہے۔ یہ تمام دنیا کی مشترک بیماریاں ہیں، کہیں کچھ کم ہیں کیونکہ جو جگہ نسبتاً اونچی ہو وہاں سیلاب کا پانی کم اثر دکھاتا ہے لیکن قرآن کریم نے جب یہ فرمایا کہ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ (الروم: ۴۲) تو اس سے یہ مراد تھی کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے کا فساد جسے دور کرنے کے لئے اُمت مسلمہ کو پیدا کیا گیا ہے اس فساد سے دنیا کا کوئی خطہ نہیں بچ سکے گا۔ اونچی جگہ ہو یا نیچی جگہ ہو خشکی ہو یا تری ہو، ہر جگہ تمہیں یہ فساد نظر آئے گا۔ اس لئے جس جماعت کے کندھوں پر اتنی بڑی ذمہ داری ڈالی گئی ہو وہ اپنے اندر سے فساد کو صاف نہ کرے، اس سے بڑی ہلاکت کی بات اور کوئی نہیں ہو سکتی۔

اس لئے آپ کو اپنے نفوس کا مطالعہ بڑی گہری نظر سے کرنا پڑے گا۔ اپنے نفوس کو باقاعدہ جھاڑو دینا پڑے گا۔ اور اس کام سے آپ کبھی بھی فارغ نہیں ہو سکتے۔ آپ اپنے گھروں کی صفائی کر کے دیکھ لیں۔ چھٹی کی جگہ ہوا کرتی ہے۔ چند دن میں پھر گند پڑ جاتا ہے چیزوں کو بڑے نظم و ضبط کے ساتھ رکھیں اور سجائیں، اور کتابیں بھی بڑے سلیقے کے ساتھ لگا دیں۔ کچھ دیر کے بعد پھر سب کچھ درہم برہم ہو جاتا ہے تو یہ ہو نہیں سکتا کہ آپ مستقل جدوجہد کے بغیر زندہ رہ سکیں۔

پس جماعت احمدیہ کی بھی بدیاں صاف کر دینا کافی نہیں ہے۔ یہ شعور پیدا کرنا ضروری ہے کہ

آپکو ہر وقت بدیوں کے خلاف جہاد کرنا پڑے گا

اپنے نفوس میں، اپنے گھروں میں، اپنی گلیوں میں، اپنے شہروں میں اپنے ملکوں میں بدیوں کے خلاف جہاد کرنا پڑے گا۔ غرضیکہ جہاں جہاں جماعت احمدیہ موجود ہے اس کو اس جہاد کا علم بلند رکھنا ہے اور سو جانے والے لوگوں کو جگانا ہے۔

یہ کام ہے جو ہماری ذمہ داری ہے۔

اس پہلو سے جو برائیاں خاص طور پر میرے پیش نظر ہیں اُن میں ایک مالی بے راہروی ہے۔ امیر ملکوں میں بھی مالی بے راہ روی ہے اور غریب ملکوں میں بھی ہے۔ اشتراکی ملکوں میں بھی ہے جہاں بظاہر اس کی کوئی وجہ جواز نظر نہیں آتی لیکن ہے۔ اور اب تو خاص طور پر روس ان چیزوں کو کھل کر بیان کرنے لگ گیا ہے۔ پہلے چین نے شروع کیا تھا اور اب روس نے بھی OPEN-NESS (Glasnost) کے تصور میں کہ ہر چیز کھلی ہونی چاہیئے، چھپانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اس سے بدیاں گہری، اندر دھنستی ہیں، اور زیادہ جڑ پکڑتی ہیں۔ بہرحال کچھ بھی وجہ ہو، روس میں اب یہ پالیسی ہے کہ بات کو کھولنا چاہئیے۔ اور پتہ چلتا ہے کہ وہاں بعض صوبائی حکومتیں، تمام CORRUPT، بددیانت ہو چکی ہیں کہ روس میں بالا سطح پر یہ سوال اٹھایا جا رہا ہے کہ ان بدیوں کے خلاف قومی سطح پر لڑائی کرنی پڑے گی۔ ایسے اقدامات کرنے پڑیں گے جس کے نتیجے میں بڑے بڑے علاقے متاثر ہوں گے۔ اور بعض اقدامات انہوں نے کئے بھی ہیں۔ لیکن خود ماسکو (MOSCOW) بھی اس سے مستثنیٰ نہیں ہے۔

روس کے وہ حکام جو تجارتی تعلقات کی خاطر بیرونی دنیا کا سفر کرتے ہیں، اُن سے جب لوگوں کے رابطے ہوتے ہیں تو بعض مجھے بھی باتیں بتاتے ہیں کہ وہ رشوت مانگتے ہیں۔ جب تک ان کا حصہ مقرر نہ کیا جائے اُس وقت تک وہ تجارتی روابط پر صاد نہیں کرتے، دستخط نہیں کریں گے۔ حکومتوں نے باتیں طے بھی کر دی ہوں تو وہ کوئی بہانہ بنائیں گے اور صاف کہہ دیتے ہیں کہ تم سے ہمارا سودا نہیں ہو گا جب تک اتنے روپے سوئٹزرلینڈ میں، یا فلاں جگہ جمع نہ کرا دو۔ تو مالی بے راہروی کا تو یہ حال ہے کہ بڑی بڑی اشتراکی حکومتیں بھی، اپنے ارادوں میں مخلص ہونے کے باوجود، ان سے لڑائی میں ناکام ہو چکی ہیں اور ہوتی چلی جا رہی ہیں۔

تو یہ ذمہ داری بھی غریب جماعت احمدیہ پر ہے کہ وہ مالی لحاظ سے نمونہ بنے۔ لیکن چونکہ ہر احمدی جو اپنے تجربے میں کسی سے تکلیف اٹھاتا ہے، مجھے خط لکھ دیتا ہے۔ خواہ اس غرض سے نہ لکھے کہ میں اس کا کوئی مداوا کروں اور اس کے پیسے اُسے واپس دلاؤں۔ وہ اپنی تکلیف کا اظہار کر کے دعا کی درخواست کر دیتا ہے۔ اس لئے یوں لگتا ہے جیسے ہماری جماعت ایک آئینہ خانے میں بیٹھی ہوئی ہے ہر جگہ سے اس کی تصویریں مختلف خطوں میں یہاں تک پہنچتی رہتی ہیں اور اُبھرتی رہتی ہیں۔ دنیا کا کوئی حصہ نظر سے چھپا ہوا نہیں ہے اور اس وجہ سے مجھے نظر آ رہا ہوتا ہے کہ کیا چیز دوبارہ توجہ کی محتاج ہے اور مستحق ہے اور جب کچھ چیزیں اکٹھی ہو جاتی ہیں تو پھر ان کی طرف توجہ کرنی پڑتی ہے۔ ورنہ تو یہ مضمون ایسا ہے کہ ہر خطبے میں بھی بیان کیا جائے تو اس کا حق ادا نہیں ہو سکتا۔ مگر اور بھی ذمہ داریاں ہیں۔

تو مالی پہلو سے مجھے یہ اطلاعیں ملتی ہیں کہ لین دین کے معاملے میں ابھی تک احمدیوں کا معیار توقع سے گرا ہوا ہے اور بعض جگہ اتنا گرا ہوا ہے کہ بالارادہ دھوکا دینے والے بھی احمدیت کے اندر موجود ہیں

"درحقیقت خوش اور مبارک زندگی
وہی زندگی ہے جو اللہ دین کی خدمت اور اشاعت میں بسر ہو۔"
(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۵)

پیشکش: گلوب ربر مینوفیکچرس ۱/۴ رابندرا سرانی کلکتہ ۷۰۰۰۷۳
فون: 27-0441
گرام: GLOBEXPORT

مالی بے راہروی کئی طرح سے پھوٹتی ہے۔ اس کے جو موجبات ہیں، ان پر نظر رکھنی ضروری ہے۔ میں نظام جماعت کو یہ نصیحت کرتا ہوں کہ وہ یہ انتظار نہ کیا کریں کہ کوئی بیماری بڑھ کر اس مقام تک پہنچ جائے کہ جہاں اپریشن ضروری ہو جاتا ہے۔ اور پھر وہ وہاں ہاتھ ڈالیں نظام جماعت کا کام ہے PREVENTIVE MEDICINE کو اختیار کرنا یعنی صحت کے معاملے میں احتیاطی تدابیر۔ جہاں بھی خطرہ دیکھیں کہ کوئی وبا پھوٹ رہی ہے صحت مند جسموں میں کوئی بیماری پھوٹ رہی ہے اس کو اسی وقت جسموں سے اکھیڑ کر پھینک دیں اور جسموں کی حفاظت کا انتظام کریں

نظام جماعت کا اصل کام یہ ہے

اور یہ بیماریاں ایسی ہیں جو اپنے آثار کے ذریعے ظاہر ہونا شروع ہو جاتی ہیں۔ قضائی معاملہ بننے تک بہت سی منازل باقی ہوتی ہیں۔ یعنی ایسی مالی بے راہروی، جو عدالتوں تک پہنچ جائے، اور نظام جماعت میں قضا کے دروازے کھٹکھٹانے لگے۔ اس کو پنپ کر جوان ہونے اور اس مقام تک پہنچنے کے لئے وقت چاہئے۔ لیکن اس سے پہلے بھی نظر آ رہی ہوتی ہے۔ نوجوانوں یا دوسروں کے طور طریق، لوگوں کا رہن سہن یہ سب بتا رہا ہوتا ہے کہ کسی کے گھر میں رشوت داخل ہو گئی ہے۔ کسی کے گھر میں غصب داخل ہو گیا ہے کوئی لوگوں سے قرضے مانگتا ہے اور واپس نہیں کرتا۔ کوئی سود کی تجارتیں چمکانے کی کوشش کرتا ہے جبکہ اس کے پلے کچھ بھی نہیں۔ اگر تجارت میں ادنیٰ سے بحران کا بھی رجحان پیدا ہو تو اس کے پاس اتنے پیسے ہی نہیں کہ وہ پھر ساری عمر بنکوں کے قرضے اتار سکے۔ یہ ساری بیماریاں ایسی ہیں جو ابھی اس منزل پر نہیں پہنچیں کہ عدالت تک پہنچیں۔ لیکن نظر آنے کی منزل تک پہنچ چکی ہوتی ہیں۔

ہر جماعت کے نظام کا فرض ہے

کہ ایسے لوگوں پر نگاہ رکھے اور ان کی نصیحت کا انتظام کرے اور اگر کوئی ایسی حرکتوں سے باز نہیں آتا جس سے دوسرے کے مال خطرے میں ہیں تو پیشتر اس کے کہ یہ جھگڑے قضائی صورتیں اختیار کریں، نظام جماعت کو باقی احمدیوں کی حفاظت کے لئے اور نظام جماعت کی حفاظت کی خاطر، ان کے متعلق حرکت میں آنا چاہئے۔ ان کو متنبہ کرنا چاہئے کہ ان عادات کے ساتھ تم جماعت احمدیہ کے ممبر نہیں رہ سکتے۔ کیونکہ ہم اب ایک ایسے نازک مرحلے میں داخل ہو گئے ہیں کہ جب محض بڑی بڑی بیماریوں کے علاج کا سوال نہیں بیماریوں کے بیج اکھاڑنے پہ ہمیں علاج کرنا پڑے گا۔ اور زیادہ سنجیدگی کے ساتھ ان کی طرف متوجہ ہونا پڑے گا۔

کئی قسم کی مالی بے ضابطگیاں کرنے والے لوگ ہیں۔ ان کے اندر ایک بڑی تعداد ایسی ہے جو شروع میں بددیانت نہیں ہوتے۔ اس لئے وہ یہ کہہ دیتے ہیں کہ ہم نے تو قرض لیا ہے کسی کی ضمانت پر بنک سے اتنے پیسے لئے ہیں اور ہم تجارت کرنا چاہتے ہیں اور اس میں کوئی بددیانتی نہیں۔ لیکن اگر غور سے دیکھیں تو بددیانتی کا بیج اس لین دین میں موجود ہوتا ہے۔ یعنی وہ باشعور طور پر بددیانت نہیں بنے ہوئے ہوتے۔ لیکن ایک ایسا قدم اٹھا چکے ہوئے ہوتے ہیں جس کے نتیجے میں اس بات کا بھاری امکان پیدا ہو جاتا ہے کہ وہ بددیانت ہو جائیں گے۔

مثلاً اگر ایک شخص اتنا قرضہ لے لیتا ہے کہ اس کی ساری جائیداد بھی بک جائے تو وہ قرضہ ادا نہ ہو سکے اور تجارت میں اونچ نیچ ہوتے ہیں۔ عالمی تجارت میں بعض ایسی لہریں آتی ہیں کہ اس کے نتیجے میں چھوٹے موٹے تاجر کے بچنے کا تو کوئی سوال ہی باقی نہیں رہتا۔ ابھی پچھلے دنوں میں آپ لوگوں نے انگلستان میں نظارہ دیکھا تھا، جب عالمی تجارتی بحران پیدا ہوا تو کچھ بددیانت بھی مارے گئے لیکن کچھ نیک نیت بھی تھے پیسے لینے والوں میں، جو اس قابل ہی نہیں رہے کہ جن سے انہوں نے پیسے لئے تھے ان کو پیسے ادا کر سکیں۔

گویا وہ پیسے اتنے تھے کہ ان کی توفیق سے بڑھ کر تھے۔ پس یہ بنیادی بات آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔

اگر آپ کے پاس اتنی جائیداد موجود ہے کہ اگر خدانخواستہ نقصان ہو تو آپ اس جائیداد کو بیچ کر قرضے اتار سکیں اور اگر آپ کے اندر اتنا اخلاقی سرمایہ موجود ہے اور آپ کے اندر ایسی ایمانی جرأت ہے کہ آپ یہ فیصلہ کر چکے ہیں کہ ہر قیمت پر میں اپنے ایمان کو داغدار نہیں ہونے دوں گا اور اگر مجھے روکھی سوکھی کھا کر گزارہ کرنا پڑے اور مزدوری کر کے گزارہ کرنا پڑے تب بھی

میں اپنے عہدوں کی پابندی کروں گا۔

اور جس شخص سے میں نے قرضے لئے ہیں، اپنی جائیداد بیچ کر اس کو دے دوں گا۔ تو ایسا شخص بددیانت نہیں ہے۔ نہ ایسا شخص بددیانت ہو سکتا ہے۔ دنیا کے حالات جس طرح بھی کروٹ لیں، جس قسم کے مالی بحران پیدا ہوں، وہ محفوظ مقام پر کھڑا ہے۔ الا ماشاء اللہ۔ کوئی ایسے حالات پیدا ہو جائیں کہ اس بیچارے کی جائیداد بھی اتنی گر جائے۔ کہ وہ نہ دے سکے۔ یہ ایسے شخص ہیں جن پر خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی حرف نہیں اور پھر اللہ تعالیٰ کی تقدیر ایسے مخلص لوگوں کی خود حفاظت فرماتی ہے۔ ایسے استثناؤں کو چھوڑ کر ایسے مالی لین دین کی جرأت اختیار کرنا جن کے متعلق اگر آپ تجزیہ کریں تو آپ کا نفس آپ کو یقین دلا دے گا۔ کہ آپ جوا کھیل رہے ہیں۔ اور ایسے حالات ہو سکتے ہیں جن کے نتیجے میں آپ لازماً بددیانت بنیں گے۔ اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں ہے۔ ایسی باتوں کی، ایسے مالی معاہدوں کی جرأتیں کرنا، یہ یا تو بددیانت شخص کر سکتا ہے جو یہ فیصلہ کر لے کہ جو کچھ بھی ہے میں نے پیسہ ضرور لینا ہے اور اپنی بزنس چمکانی ہے۔ اور یا پھر نہایت بیوقوف آدمی۔

ایک انگریزی کا محاورہ ہے۔ جس کا مفہوم یہ ہے کہ Fools Rush forth Where Angels fear to Tread ۔ کہ وہ مقامات جہاں فرشتے قدم رکھتے ہوئے جھجکتے ہیں اور خوف کھاتے ہیں۔ بیوقوفوں کو دیکھو، کس جرأت سے آگے بڑھ کر ان مقامات پر قدم رکھتے ہیں۔ تو یا اس قسم کے بیوقوف ہیں جنہیں ایسی جگہوں پہ قدم رکھتے ہوئے کوئی پرواہ نہیں ہوتی جہاں فرشتے بھی قدم رکھتے ہوئے ڈرتے اور خوف کھاتے ہیں۔

تو ایسے بیوقوف بھی بنی نوع انسان کے لئے مصیبت بن جاتے ہیں۔ کبھی بعض پاگلوں کو قید کیا جاتا ہے۔ جسمانی طور پر تو ہم ان کی قید کا انتظام نہیں کر سکتے۔ لیکن روحانی طور پر جماعت کے نظام کو ان کے بداثرات سے جماعت کو بچانے کی ضرور کوشش کرنی چاہئے۔ خواہ یہ بددیانت ہوں، خواہ یہ انتہائی بیوقوف ہوں۔

دونوں صورتوں میں جماعت کو جو قدم اٹھانے چاہئیں۔

ایک تو یہ کہ معاشرے کی طرف سے ان پر دباؤ ڈالنا چاہئے۔ ہر شخص کو ان کو سمجھانا چاہئے۔ یہ برا منائیں گے۔ یہ بھاگیں گے یہ آپ کی دوستیاں ترک کریں گے۔ یہ سمجھیں گے کہ آپ ان کے دشمن ہیں۔ آپ قطعاً پرواہ نہ کریں۔ ان کی دوستی اور ان کی سچی دوستی کا تقاضا یہ ہے کہ ان کو بار بار سمجھائیں کہ میاں! تم ہلاکت کے گڑھے کی طرف جا رہے ہو۔ واپس نہیں آ سکو گے۔ اس لئے تمہیں سمجھانا ہمارا فرض ہے۔ اور اگر یہ قرض مانگیں، تو ان کو قرض نہ دیا جائے۔ ایسے لوگوں کو قرض دینا، ان کو مزید ہلاک کرنا ہے۔ یہ آپ کے پاس مدد کے لئے آئیں کہ آپ ہمیں فلاں بنک سے قرضہ لے دو۔

ہرگز قرضہ نہ لے کر دیں۔ اور جہاں تک ان کے خاندان میں یا باہر ان پر اثر رکھنے والے لوگ ہیں ان کو بروقت تنبیہ کرنا آپ کا کام ہے اس وقت یہ سمجھنا کہ ہمارا نام بدنام ہوگا، لوگ کیا کہیں گے۔ چپ کر کے بیٹھے رہو۔ یہ تو آپ کی بددیانتی ہے۔ اُن کی بددیانتی کو اپنی بددیانتی کیوں بناتے ہیں۔ کوئی اور شخص بددیانت بن رہا ہے اور آپ بیٹھے بٹھائے مُفت میں خود بددیانت بن جاتے ہیں۔ کیونکہ آپ کی بددیانتی نظام جماعت سے بددیانتی ہے۔ آپ کی بددیانتی انسانی قدروں سے بددیانتی ہے۔ اُن ذمہ داریوں سے بددیانتی ہے۔ جو جماعت احمدیہ پر ڈالی گئی ہیں۔ اس لئے

ہر احمدی کا بھی فرض ہے، صرف نظام جماعت کا فرض نہیں ہے کہ اِن چیزوں کے خلاف خود نگران بن جائے۔

اپنے ماحول کا باریک نظر سے مطالعہ کرتا رہے اور جہاں دیکھے کہ کوئی فتنہ پیدا ہو رہا ہے وہاں اُس کی بیخ کنی کا انتظام کرے۔ پیشتر اس کے کہ وہ فتنہ پیدا ہو جائے۔

اس لئے 'PREVENTIVE MEDICINE' بُرائیوں کے خلاف ایک بہترین دفاع ہے۔ یعنی پیشتر اس کے کہ بُرائیاں جڑ پکڑیں، آپ نگران ہوں کہ بُرائیاں جڑ نہ پکڑ سکیں

مالی لحاظ سے میرے نزدیک

بہت ہی زیادہ بیدار مغزی، ہمت اور مستقل مزاجی کیساتھ کام کرنے کی ضرورت ہے۔ اگر کوئی ایسا شخص نظام جماعت کے علم میں آتا ہے جو نصیحت کے باوجود اپنی حرکتوں سے باز نہیں آتا تو اس کا ایک علاج یہ ہو سکتا ہے کہ مجھ سے پوچھ کر، تمام احباب جماعت کو مطلع کر دیا جائے۔ کہ اگر یہ صاحب آپ سے قرض مانگتے ہیں یا قرض لینے میں آپ سے مدد مانگتے ہیں تو اگر آپ نے ایسا کیا تو آپ خود ذمہ دار ہیں۔ اور پھر

نظام جماعت ذمہ دار نہیں ہوگا

اور اس وارننگ اور تنبیہ کے بعد، قضا میں بھی آپ کا کوئی مقدمہ نہیں سُنا جائے گا۔ اس قسم کا ایک شخص ایسا تھا جس کے متعلق اطلاع آنی شروع ہوئی۔ کبھی وہ سنگاپور میں سر نکالتا تھا۔ کبھی ملیشیا میں ظاہر ہوتا تھا۔ کبھی اس کی خبر انڈونیشیا سے آتی تھی۔ وہ پھر رہا ہے اور لوگوں سے پیسے مانگ رہا ہے۔ کہانیاں بتا رہا ہے کہ میں اس طرح نکلا تھا۔ اس طرح مجھے ضرورت پیش آگئی۔ جماعت کا پتہ لے کر میں حاضر ہوا ہوں۔ بے چارے مسافر کی مدد کرو اور پیسے کماتا چلا گیا۔

جب مجھے ایک جماعت کی طرف سے اطلاع ملی تو میں نے اُسی وقت ساری جماعتوں کو نوٹس دیا کہ اس قسم کے آدمی جاتے ہیں۔ آپ یہ سوچتے ہیں کہ یہ تو کہانی کا اخلاقی فرض ہے، ایک مسافر کی ذمہ داری قرآن کریم میں بھی بیان فرمائی گئی ہے۔ اُس کو زکوۃ کے مقاصد میں رکھا گیا ہے۔ اس لئے نیکی کی خاطر اس کی مدد کی جائے۔

لیکن یہ نہیں سوچتے کہ قرآن کریم نے یہ فرمایا ہے کہ مسافر کی مدد فرماؤ جو مصائب کا شکار ہو گیا ہو۔ یہ نہیں فرمایا کہ دھوکے باز کی بات فرماؤ اور دھوکے بازوں کے دھوکے میں آجایا کرو۔ مومن تو خدا کے نور سے دیکھتا ہے

اِتَّقُوْا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّهٗ يَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰهِ

(سنن الترمذی۔ کتاب التفسیر) یعنی اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا، تب آپ نے ہمیں یہ خبر دی۔ کیونکہ آپ اپنی طرف سے یہ کلام نہیں فرمایا کرتے تھے۔

تو خدا کے نزدیک تو مومن کا یہ مقام اور مرتبہ ہے کہ وہ خدا کے نور سے دیکھتا ہے اور دھوکا نہیں کھاتا۔ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ وَمَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ ..... (۲:۱۰) لوگ خدا اور خدا والوں کو دھوکا دینے کی کوشش کرتے ہیں لیکن نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ مومن، اللہ کے بندے اتنے ہوشیار ہوتے ہیں کہ اُن کے دھوکا کو اُلٹا دیتے ہیں اور وہ لوگ بالآخر خود دھوکا کھانے والے ثابت ہوتے ہیں۔

پس اس مضمون کو سمجھتے ہوئے میں نے جماعت کو متنبہ کیا کہ اگر آپ کو یہ شک ہے کہ شاید وہ مصیبت زدہ ہیں تو آپ فوری طور پر مجھ سے رابطہ کریں یا ربوہ، تحریک جدید سے رابطہ کریں۔ نظام جماعت کے فوائد میں سے ایک یہ بھی فائدہ ہے کہ ساری دنیا کی قابل اعتماد خبروں کا ایک نظام مہیا ہو چکا ہے۔ آپ مجھے لکھ دیں۔ مجھ سے فون پر بات کریں۔ کہیں کہ اس طرح ایک مصیبت زدہ ہے۔ کئی لوگوں کو میں خود جانتا ہوں اور میں آپ کو اُسی وقت بتا دوں گا کہ یہ صاحب ایسے نہیں ہیں، دھوکا دے رہے ہیں، یا اگر مصیبت زدہ ہیں تو اس حد تک مدد کر دی جائے۔ وہ تو کوئی ایسی بات نہیں ہے۔

لیکن جب میں نے یہ اقدام کئے تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے امن آگیا وہ شخص پھر جہاں جہاں بھی گیا ہے وہاں سے یہی رپورٹ ملی کہ اُس کو جماعت نے رَدّ کر دیا۔ اُس کو بالکل ناکام ہو کے واپس جانا پڑا جو نقصان کر بیٹھا تھا، کر بیٹھا تھا۔

پس اس قسم کی بیدار مغزی کی نہ صرف ضرورت ہے بلکہ

نظام جماعت کو بعض موقعوں پر ایسے اقدامات کرنے پڑیں گے

لیکن یہ اقدامات کرنے سے پہلے نصیحت کا پورا حق ادا کر دیں۔ میں یہ آپ کو سمجھانا چاہتا ہوں۔

کیونکہ ہماری نیت ہرگز کسی کو دُکھ دینا نہیں ہے، کسی کو تکلیف پہنچانا نہیں ہے، کسی کی بدنامی کرنا نہیں ہے۔ اگر ہماری نیت میں یہ فتور داخل ہو جائیں تو پھر ہم نیکی کی حفاظت کرنے کے اہل ہی نہیں رہتے۔ ہم میں بدیوں سے بچانے کی صلاحیت ہی باقی نہیں رہے گی۔ یاد رکھیں۔

اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ (صحیح بخاری۔ کتاب بدء الوحی)

میں یہ مضمون پہلے بیان کر چکا ہوں۔ کہ آپ کے اعمال خواہ وہ بظاہر نیک مقاصد کی خاطر ہوں۔ اگر آپ کی نیتوں میں فتور داخل ہو گیا ہے تو آپ کے وہ اعمال ناکارہ ہو جائیں گے۔ اس لئے اس موقعے پر یہ نصیحت کرنا اور آپ کے سامنے یہ بات بھی خوب کھول کر بیان کرنا ضروری ہے

"میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔"
(الہام سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام)
پیشکش:- عبد الرحیم و عبد الرؤف۔ مالکان جمید سارنی مارٹ صالح پور۔ کٹک (اڑیسہ)

کہ ایسے لوگوں کے متعلق اپنے نفوس کا بھی جائزہ لیا کریں۔ کیا انتقامی کارروائی کرنا چاہتے ہیں؟ کیا اس کو ذلیل و رسوا کرنا چاہتے ہیں؟ کیا اس شخص سے نفرت کرتے ہیں؟ یا محض اس کی بدی سے نفرت ہے اور اس سے پیار ہے؟

اور آپ کو ان دو چیزوں میں ہمیشہ فرق کرنا پڑے گا۔ مومن بدیوں سے نفرت کرتا ہے اور بدوں سے فی ذاتہ نفرت نہیں کرتا۔ جب تک وہ بدیوں کے اندر ہے ایک قسم کی نفرت اس وجود سے بھی رہتی ہے۔ لیکن یہ ایک قسم کی نفرت ہے۔ جس کا ذاتی تعلق اس وجود سے نہیں ہے۔ بلکہ اس بدی سے ہے جس کو اس کا وجود سمیٹے ہوئے ہے۔ وہ گندا برتن جب تک اس میں گند ہے قابلِ نفرت رہے گا۔ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ برتن سے پیار ہے اور گند سے پیار نہیں ہے۔ لیکن میں ان معنوں میں کہہ رہا ہوں کہ فی ذاتہ آپ کو اس برتن سے نفرت نہیں ہے۔ اگر اس کی گندگی صاف ہو جائے، وہ چمک جائے اور پاکیزہ ہو جائے تو آپ اس سے کبھی بھی نفرت نہیں کریں گے۔

تو اس برتن کی محبت کا تقاضا یہ ہے کہ اس کو گندگی سے پاک کریں۔ ان معنوں میں آپ برتن سے محبت کرنے والے ہیں اور گندگی سے نفرت کرنے والے ہیں۔

پس اگر جماعت اس نیت کے ساتھ اقدام کرتی ہے تو اس کے سامنے کئی ذرائع آ سکتے ہیں۔ نظر رکھے کہ خاموشی کے ساتھ پتہ کرنا پڑے گا کہ اس انسان پر کس کس کا اچھا اثر ہے اس کو استعمال کیا جائے۔ بار بار لوگوں کو منظم کر کے بھجوایا جائے لیکن منفی طریق پر۔ یہ وعدہ لے کر کہ وہ آگے یہ بات عام نہیں کریں گے۔ پہلے اخلاقی دباؤ بڑھایا جائے اور جب اخلاقی دباؤ ایک مقام تک پہنچ جائے اور اس کے باوجود اس شخص کے اندر تبدیلی واقع نہ ہو تو پھر دوسرا قدم وہ ہے جو میں نے بیان کیا ہے کہ اس کے متعلق لازماً، حتی المقدور اخفاء کے ساتھ، مگر پھر یہ اخفاء زیادہ دیر رہ نہیں سکتا، احمدیوں کو ضرور بتانا پڑے گا کہ ان صاحب کے لین دین کے متعلق غلطی شدہ امور ہیں کہ درست نہیں ہے۔ اس لئے ہم آپ کو منع نہیں کر سکتے کہ آپ ان کو کچھ نہ دیں، آپ ان کی مدد نہ کریں۔ ہرگز نہیں۔ یہ انفرادی معاملات ہیں جن میں نظامِ جماعت کو دخل دینے کا حق نہیں۔ لیکن ہم آپ کو یہ ضرور کہہ سکتے ہیں کہ آپ ان سے بچیں اور اگر آپ اس کے باوجود ان سے لین دین کرتے ہیں تو اسی احتیاط کے فیصلے کے ساتھ کریں کہ پھر جو آپ کا روپیہ ضائع ہو گا اس پہ آپ شکایت نہیں کریں گے۔

تعلقات کی مختلف صورتیں ہوتی ہیں۔ بعض لوگ اس نیت سے قرض دیتے ہیں کہ ٹھیک ہے اگر ایک آنہ بھی واپس نہیں آئے گا تو ہم نے مڑ کے نہیں پوچھنا۔

اس نیت سے بے شک مدد کریں

اس سے آپ کو روکنا نہیں چاہیئے۔ احسان سے روکنا اسلام کی تعلیم میں تو شامل نہیں ہے۔ بلکہ اس کے منافی ہے۔ ہاں، عدل کو قائم کرنا ضروری ہے۔ اس لئے آپ عدل کے قیام تک رہیں اور احسان سے نہ روکیں۔ یہ ہے وہ مضمون جس کو وضاحت سے سمجھ جائیں۔ پھر آپ ان کو مطلع کر دیں کہ ہم نے چونکہ عدل کے تقاضے پورے کر دیئے ہیں پھر اگر آپ نے احسان کیا تو آپ کو پھر عدل کا دروازہ کھٹکھٹانے کا کوئی حق نہیں رہتا اور یہ عدل کا اصلی مضمون ہے۔ اس میں کوئی ناانصافی نہیں ہے۔ نظامِ جماعت نے عدل کے تقاضے پورے کر دیئے۔ آپ نے ان کو نظر انداز کر کے احسان کا سلوک کیا۔ اور احسان کا سلوک ایک ایسی جگہ ہو گیا جو احسان فراموش نکلا۔ پھر جب احسان فراموشی بھی کر دیئے جاتے ہیں تو احسان کو عدل کا دروازہ کھٹکھٹانے کا حق نہیں ہوا کرتا۔ جو چیز آپ نے تحفے میں دیدی، وہ تحفہ ہو گیا۔ بس پھر بات ختم۔ اس کو تھوک کر آپ چاٹ نہیں سکتے۔ تو ایسے قرضے بھی ہوتے ہیں جن میں تحفے کی نیت شامل ہوتی ہے۔ بعض دفعہ نظامِ جماعت کی طرف سے بعض لوگوں کی ضرورتیں پوری کی جاتی ہیں۔ وہ مجھے لکھتے ہیں کہ ہم یہ قرض ادا کر دیں گے۔ میں یہ جانتا ہوں کہ ان کی حالت ایسی کمزور ہے کہ وہ قرض ادا نہیں کر سکتے یا جتنی دیر کے اندر کرنا چاہتے ہیں وہ ادا نہیں کر سکتے۔ لیکن ساتھ یہ بھی جانتا ہوں کہ نیک لوگ ہیں، ایسا ہی ہیں۔ بدنیتی نہیں ہے۔ تو بعض دفعہ جب خدا توفیق دیتا ہے، ان کو قرضہ دیتے وقت میں بیت المال کو یہ ہدایت کر دیتا ہوں کہ آپ نے ان سے مطالبہ نہیں کرنا۔ اگر خدا توفیق دیدے تو یہ واپس کر دیں گے۔ اگر نہ دے تو ہم نے یہ قرض اس نیت سے دلوایا ہے کہ ان کی مدد ہی۔ تو ایسے بھی لوگ ہوتے ہیں۔ آپ ایسا بے شک کریں۔

لیکن یہ یاد رکھیں کہ اگر آپ بعض ٹیڑھی طبیعتوں والوں کی مدد بھی کریں گے تو آپ کسی نہ کسی نقصان کا موجب ضرور بن جاتے ہیں۔ یہ فیصلہ آپ کا کام ہے لیکن آپ کو اس باریک نظر سے دیکھنا ہو گا کہ اگر آپ ایسے شخص کی مدد کرتے ہیں، جو بار بار آپ کو بھی ڈبوتا ہے اور دوسروں کو بھی لے کے ڈوبتا ہے۔ بار بار ایسی بیماریوں میں پیسہ لگاتا ہے جس کا اس کو سنبھالنے کا علم نہیں ہے۔ تو آپ جب اس کو بار بار یہ کھڑا کرتے ہیں تو اس کے ساتھ کچھ اور لوگوں کے پیسوں کی غرقابی کا بھی آپ انتظام کر رہے ہوتے ہیں۔

تو ایسی صورت میں مدد اس رنگ میں ہونی چاہیئے کہ اس کی شریفانہ زندگی اور گذارے کی کوئی صورت پیدا ہو جائے۔ لیکن اس کے اقتدار میں نہ ہو کہ وہ مزید اپنا یا غیروں کا نقصان کر سکے۔

بہرحال یہ تو احسان کا مضمون ہے۔ جماعت احمدیہ پھر بری الذمہ ہو جائے گی۔ اس کے بعد

تیسرا قدم وہ ہے

کہ اگر ان باتوں کے باوجود کوئی شخص نہیں سمجھتا اور ایسے اقدامات کرتا ہے جس سے وہ بھی برباد ہو، اس کا خاندان بھی برباد ہو۔ جماعت پر داغ لگنے شروع ہوں تو پھر وہ آپریشن کا مقام ہے۔ اس وقت جماعت کے نظام کو یہ سمجھنا چاہیئے کہ ایسے لوگوں کے متعلق مجھے سفارش کریں۔ کہ ان کے متعلق یہ اعلان ضروری ہو گیا ہے کہ ان کا جماعت احمدیہ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

اس وقت چونکہ میں صرف اسی مضمون کو بیان کر سکا ہوں، اس لئے انشاء اللہ باقی جو چند ایک معاشرتی خرابیاں میرے ذہن میں ہیں، آئندہ خطبے میں بیان کروں گا۔

اعلان نکاح و تقریب رخصتانہ

مکرم شیخ محمود احمد صاحب انیس معلم وقف جدید تحریر فرماتے ہیں کہ مورخہ ۱۸ نومبر ۱۹۸۸ء بروز جمعۃ المبارک بعد نماز عصر خاکسار نے مکرم خورشید احمد صاحب صدر جماعت احمدیہ چنڈو پور کی پوتی عزیزہ رحمت بیگم صاحبہ بنت مکرم محمد بشارت احمد صاحب ٹیچر بانسواڑہ ابراہیم پٹنا ضلع نظام آباد کا نکاح عزیزم محمد مبارک احمد صاحب ابن محمد خواجہ صاحب شکر نگر بودھن ضلع نظام آباد کے ساتھ مبلغ اڑھائی ہزار روپیہ حق مہر پر پڑھا۔ موقعہ کی مناسبت سے خطبہ نکاح دیا۔ اس تقریب میں احمدی، غیر احمدی و غیر مسلم احباب شریک ہوئے۔ مورخہ ۱۹ نومبر ۱۹۸۸ء بروز ہفتہ دعوت ولیمہ کا اہتمام ہوا۔ جس میں سیکڑوں افراد جماعت و دوست بھی شریک ہوئے۔ احباب کی خدمت میں اس رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے درخواست دعا ہے۔ مکرم محمد بشارت صاحب نے مبلغ دس روپیہ اعانت بدر ادا کئے ہیں۔

قادیان دارالامان میں عالمگیر جماعت احمدیہ کے ۹۷ ویں جلسہ سالانہ کا روح پرور انعقاد!

مورخہ ۱۸ - ۱۹ اور ۲۰ دسمبر ۱۹۸۸ء کی تاریخوں میں پُرعظمت، رُوح پرور ماحول میں نہایت کامیابی کیساتھ منعقد ہوکر بخیر و خوبی انجام پذیر ہوا۔ الحمدللہ علی ذالک۔ تفاصیل بدر کے آئندہ شمارہ میں ملاحظہ فرمائیے!

خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے جماعت احمدیہ کے دائمی مرکز قادیان دارالامان میں جماعت احمدیہ کا ۹۷ واں اور پہلی صدی کا آخری جلسہ سالانہ اپنی تمام برکات کے ساتھ

سعودی عرب نے ضیاء کا مقبرہ فیصل مسجد سے ہٹانے کا مطالبہ کیا

مطالبہ منظور ہونے پر اسلامی جمہوری اتحاد کیطرف سے ہنگامہ آرائی کا خطرہ

نئی دہلی ۱۷ دسمبر (کلدیپ نیر) سعودی عرب نے حکومت پاکستان سے درخواست کی ہے کہ اسلام آباد میں فیصل مسجد کے نزدیک سے جنرل ضیاء الحق کا مقبرہ کسی اور جگہ منتقل کر دیا جائے۔ یہ مسجد سعودی عرب نے کئی کروڑ روپیہ کے خرچ سے تعمیر کی تھی۔ باخبر حلقوں کا بیان ہے کہ مسجد ایک بین الاقوامی اسلامی مرکز بن رہی ہے اور جوں جوں دن گذرتے جائیں گے اور ضیاء حکومت کی منفی باتیں سامنے آئیں گی وہ خواہ مخواہ تنازعوں میں گھسیٹی جائے گی۔

یہ مقبرہ چار لاکھ روپیہ سے تعمیر ہوا ہے۔ اور اسے ایک کمپنی نے تعمیر کیا ہے جو اسلام آباد کے نزدیک کہوٹہ ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے ساتھ رجسٹرڈ ہے۔ جب قبر کے لئے جگہ چنی گئی تھی تب بھی اس بارے کچھ اعتراض کئے گئے تھے کہ یہ فیصل مسجد اسلامی مرکز کے زیادہ نزدیک ہے۔ لیکن ضیاء کے ہوائی جہاز کو حادثہ اور لاش کو دفن کرنے کے درمیان بہت کم وقت تھا۔ جس میں کہ کوئی زیادہ ایڈجسٹمنٹ کیا جا سکتا۔ لیکن اب جبکہ ابتدائی صدمہ ختم ہو چکا ہے، سعودی عرب نے تجویز کیا ہے کہ لاش کسی اور جگہ منتقل کر دی جائے کیونکہ یہ مقبرہ مسجد کی اونچی اور لمبی چوڑی پتھر کی عمارت کے نزدیک اچھا نہیں لگتا۔

سعودی عرب کی یہ درخواست صدر غلام اسحٰق خاں کی نگران سرکار کے وقت ملی تھی۔ مگر اب اس کا فیصلہ بے نظیر بھٹو کی سرکار نے کرنا ہے۔ ممکن ہے کہ ان کی سرکار اس درخواست کے حق میں ہو۔ لیکن اگر ایسا کیا گیا تو اسلامی جمہوری اتحاد لازمی طور پر اس پر کافی شور مچائے گا۔ کیونکہ چناؤ کے دوران اس نے ضیاء "قوم" کی بپتا دہائی دی تھی۔ اگر بے نظیر کی سرکار نے سعودی عرب کی درخواست منظور نہ کی تو بھی فیصل مسجد کے نزدیک ضیاء کو دفنانے کا معاملہ پہلے ہی حلقوں میں بحث کا موضوع بن چکا ہے۔ بہت سے لوگ اس بات کی یاد تازہ کرنا پسند نہیں کریں گے۔ کہ پاکستان ریڈیو اور ٹی وی نے جنرل ضیاء کو شہید اعظم کہنا بند کر دیا ہے۔ جیسا کہ وہ ان کی موت کے دو دن بعد بھی کہتا رہا ہے۔ تب اس نے محسوس کر لیا کہ اس تعریف کی ضرورت نہیں۔ اور تیزی سے اپنے قدم پیچھے ہٹا لیے۔ لیکن پاکستان ٹائمز کی طرح نیشنل پریس ٹرسٹ نے جنرل ضیاء کی تعریف جاری رکھی۔ لیکن اب نیشنل پریس ٹرسٹ توڑ دیا گیا ہے۔ غالباً مسز بے نظیر بھٹو کی طرف سے یہ پہلا حملہ ہے۔ کچھ وقت پہلے جنرل ضیاء کی لاش یہ دلیل دے کر قبر سے نکالنے کی کوشش کی گئی تھی کہ جسے جنرل ضیاء کی لاش کہا جا رہا ہے وہ کسی اور کی ہے۔ مگر اس مطلب کی درخواست لاہور ہائی کورٹ نے رد کر دی تھی۔"

(روزنامہ ہند سماچار ۱۸ دسمبر ۱۹۸۸ء)

اعلان نکاح

محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان نے مورخہ ۱۸ دسمبر ۸۸ء کو بعد نماز مغرب و عشاء مسجد اقصیٰ میں برادرم محمد اسد اللہ غوری صاحب ابن مکرم محمد نعمت اللہ غوری صاحب کے نکاح کا اعلان ہمراہ عزیزہ نصرت جہاں کوثر صاحبہ بنت مکرم محمد رفعت اللہ غوری صاحب یادگیر مبلغ ۹۱۰۰/- روپے حق مہر پر فرمایا۔ مکرم محمد نعمت اللہ غوری صاحب نے اس خوشی میں مبلغ ایکصد روپیہ اعانت بدر میں ادا کئے ہیں۔ یہ رشتہ ہر لحاظ سے موجب رحمت و برکت ہو نیز کے لئے قارئین بدر سے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ (خاکسار: محمد انعام غوری قادیان)

منقولات

سزائے موت کے ملزم کو نیشنل ٹیلنٹ سکالر شپ مل گیا!

ربوہ۔ (نامہ نگار) ساہیوال کے مشہور مقدمہ قتل کے جرم میں ملٹری کورٹ سے سزائے موت پانے والے ایک فرد اور جماعت احمدیہ کے مربی محمد الیاس منیر کو بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن ملتان نے امسال ایف اے کے سالانہ امتحان میں ۷۲۴ نمبر حاصل کر کے چوتھی پوزیشن حاصل کرنے پر نیشنل ٹیلنٹ سکالرشپ کا حقدار قرار دیا ہے۔ مذکورہ بورڈ کے سیکرٹری کی جانب سے یہ اطلاع محمد الیاس منیر کو سنٹرل جیل فیصل آباد میں پہنچا دی گئی۔"

(روزنامہ مساوات ۱۹ دسمبر ۸۸ء)

محترم ڈاکٹر عبدالسلام

بحوالہ روزنامہ الفضل ربوہ ۲۱ دسمبر ۸۸ء

" نوبل انعام یافتہ ممتاز سائنسدان ڈاکٹر عبدالسلام نے گذشتہ روز یہاں ایوان صدر میں، صدر غلام اسحٰق خان سے ملاقات کی۔"

"پاکستانی انتخابات سے مُلّاؤں کی کمر ٹوٹ گئی اور وہ بوکھلا اُٹھے ہیں۔

فاروق عبداللہ

ہند پاک تعلقات بہتر بنانے میں بے نظیر اور راجیو گاندھی کوششیں تیز کرینگے، پُر امید ہوں۔"

سرینگر (جنگ نیوز) وزیر اعلیٰ ڈاکٹر فاروق عبداللہ نے کہا ہے کہ پاکستان کے انتخابات میں ضیاء پرستوں کو جو ذلت آمیز شکست فاش ہوئی ہے اسی کو دیکھ کر انہیں کافی خوشی حاصل ہوئی ہے۔ آج براڈوے ہوٹل میں ایک تقریب پر کچھ اخباری نمائندوں کے ساتھ ایک غیر رسمی بات چیت کے دوران انہوں نے کہا کہ پاکستانی انتخابی نتائج کو دیکھ کر کشمیر کے بنیاد پرستوں، خاص کر جماعت اسلامی سے تعلق رکھنے والے لوگوں کی آنکھیں کھل جانی چاہئیں۔ کیونکہ ان کی نظریں پاکستان پر لگی رہتی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ان انتخابی نتائج سے کشمیر کے بنیاد پرستوں اور جماعت اسلامی کے مُلّاؤں کی کمر ٹوٹ گئی ہے۔ اور وہ بوکھلاہٹ کا شکار ہو گئے ہیں۔

وزیر اعلیٰ نے کہا کہ پاکستانی ووٹروں نے تنگ نظری اور بنیاد پرستی پر مبنی سیاست کو نظر انداز کر کے جمہوری نظام پر اپنے یقین کا اظہار کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان میں جمہوریت کی بحالی سے لازمی طور پر ایک نئے دور کا آغاز ہو گیا ہے۔ وزیر اعلیٰ نے امید ظاہر کی کہ راجیو گاندھی اور بے نظیر بھٹو دونوں ملکوں کے تعلقات بہتر بنانے میں اپنی کوششیں تیز کریں گے۔"

(روزنامہ "روشنی" سرینگر کشمیر ۱۴ دسمبر ۱۹۸۸ء صفحہ ۱)

کھلے خط کا جواب

مباہلہ کے متعلق پروفیسر طاہر القادری کا کھلا خط اخبارات میں شائع ہوا ہے۔ جس کا مدلل اور بعض علمی نکات پر مشتمل جواب محترم مجیب الرحمٰن صاحب ایڈووکیٹ سپریم کورٹ نے ایک کتابچہ "چند گزارشات" کے عنوان سے شائع فرمایا ہے۔ قارئین بدر کی ضیافت طبع کے لئے یہ مضمون درج ذیل ہے۔ (ایڈیٹر)

امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب کی طرف سے مباہلہ کے چیلنج کے جواب میں ڈاکٹر طاہر القادری صاحب کے بعض بیانات اور مفصل کھلا خط قومی اخبارات میں شائع ہوئے اور باوجود ہماری کوشش کے متعلقہ اخبارات نے ہمارا نقطۂ نظر شائع کرنے کی اخلاقی جرأت کا مظاہرہ نہیں کیا۔ مجبوراً یہ گزارشات اس کتابچہ کی شکل میں شائع کی جارہی ہیں۔ تاکہ پروفیسر صاحب کے بیانات اور تحریرات سے پیدا ہونے والی غلط فہمیوں کا ازالہ ہو سکے۔

بعض قومی اخبارات میں پروفیسر ڈاکٹر طاہر القادری صاحب کی طرف سے مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ کے نام ایک کھلا خط شائع ہوا ہے۔ خط چونکہ کھلا ہے اور اطلاع عام کے لئے اخبارات میں شائع ہوا ہے۔ اس لئے پروفیسر صاحب کی طرف سے گویا اس پر تبصرہ کی عام دعوت ہے۔ پروفیسر صاحب موصوف کی خدمت میں پہلی گزارش تو یہ ہے کہ علمی اور مذہبی معاملات میں اپنے فریق مخالف کی نیت یا حرکات پر بے جا حملہ کرنے سے دلیل کے وزن میں کوئی اضافہ نہیں ہوا کرتا۔ یہ بات کہ امام جماعت احمدیہ نے مذہب سے برگشتہ ہونے والی نوجوان نسل کو سنبھالا دینے کے لئے مباہلہ کا چیلنج دیا ہے۔ پروفیسر صاحب کی اپنی خود فریبی اور ذہنی شکست کی آئینہ دار ہے۔ جماعت احمدیہ کی نئی نسل ہرگز کسی مذہبی انتشار، اضطراب یا مایوسی کا شکار نہیں بلکہ محض خدا کے فضل سے ایمان اور معرفت میں ترقی پر ہے اور اپنے دوسرے ہمعصروں سے کہیں زیادہ اطمینانِ قلب کے مقام پر ہے۔

پروفیسر صاحب اعلان تو یہ کر رہے ہیں اور تاثر بھی یہ دینا چاہتے ہیں کہ وہ مباہلہ قبول کر رہے ہیں مگر مباہلہ کے نتیجہ میں ظاہر ہونے والے نشان کو بزعم خود دُھندلا کرنے کے لئے طویل بیانات اور کھلے خط تو شائع کر رہے ہیں۔ یہ ایک فقرہ لکھنے کی جرأت نہیں کر رہے کہ "ہم مرزا صاحب کو ان کے دعاوی میں جھوٹا سمجھتے ہیں اور ہم میں سے جو فریق جھوٹا ہے اس پر خدا کی لعنت" حالانکہ آیت مباہلہ میں قرآن کے مقرر کردہ طریق کے مطابق جھوٹے پر لعنت ڈالنا مباہلہ کا اصل مقصود ہے۔ جیسا کہ فرمایا فنجعل لعنۃ اللّٰہ علی الکاذبین۔ اس فقرے کو لکھنے سے پروفیسر صاحب کا گریز سمجھ میں نہیں آتا۔ تاہم عوام کے ذہنوں کو الجھانے کے لئے پروفیسر صاحب نے مفسرین کے حوالے سے جو بظاہر علمی بحث اٹھائی ہے وہ کئی پہلوؤں سے محل نظر ہے جس کے بارے میں ہم چند گزارشات کرنا چاہتے ہیں۔

سب سے پہلے عامۃ النّاس اور قارئین کے ذہنوں میں مباہلہ کے مفہوم اور حقیقت کے بارے میں پیدا ہونے والے سوالات اور امکانی الجھنوں کو دور کرنے کے لئے اس امر کی وضاحت ضروری ہے کہ مباہلہ کیا چیز ہے اور کب کیا جاتا ہے اور مباحثہ اور مناظرہ میں فرق کیا ہے۔ دراصل مباہلہ کی بنیاد سورۃ آل عمران کی آیت نمبر ۶۱ ہے جو پروفیسر طاہر القادری صاحب نے اپنے کھلے خط میں درج کی ہے۔ اس آیت کی تفسیر میں مفتی محمد شفیع صاحب تفسیر معارف القرآن میں لکھتے ہیں:۔

"اس آیت سے اللہ تعالیٰ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مباہلہ کرنے کا حکم دیا ہے جس کی تعریف یہ ہے کہ اگر کسی امر کے حق و باطل میں فریقین میں نزاع ختم نہ ہو تو پھر ان کو یہ طریقہ اختیار کرنا چاہیئے کہ سب مل کر دعا کریں کہ جو اس امر میں باطل پر ہو اس پر خدا تعالیٰ کی طرف سے وبال اور ہلاکت پڑے۔"

اسی طرح تفسیر حقانی جلد سوم میں مذکورہ آیت کی تفسیر کے تحت لکھا ہے:

"جب کسی منکر پر حق ثابت کرنا ہوتا ہے تو مباہلہ کیا جاتا ہے جس میں ہر ایک اپنے عزیز اولاد اور عورتوں کو ساتھ لے کر نہایت عاجزی سے دعا کرتا ہے کہ الٰہی جو گروہ جھوٹا ہو اس پر تیری مار ہو۔ غارت ہو جاوے۔"

مولانا مودودی تفہیم القرآن میں اسی آیت کے تحت لکھتے ہیں:

"اسی لئے جب ان سے کہا گیا کہ اگر تمہیں اپنے عقیدے کی صداقت پر پورا یقین ہے تو آؤ ہمارے مقابلہ میں دعا کرو کہ جو جھوٹا ہو اس پر خدا کی لعنت ہو تو ان میں سے کوئی اس مقابلہ کے لئے تیار نہ ہوا۔"

اسی طرح پروفیسر طاہر القادری صاحب بھی اپنے کھلے خط میں لکھتے ہیں:

"پھر ہم مباہلہ کریں۔ یعنی ایک دوسرے کے سامنے نہایت خشوع و خضوع اور نہایت تذلل کے ساتھ دعا کریں"

معلوم ہوا کہ ایک دوسرے کے مقابل دعا کرنے اور فریقین میں سے جھوٹے پر لعنت کرنے کا نام مباہلہ ہے۔ مباہلہ بحث یا مناظرے کا نام نہیں بلکہ بحث مباحثہ کی حد سے گزر کر دعا کے ذریعے معاملہ خدا کے سپرد کر دینے کا نام ہے۔ گویا دلائل کی رو سے اتمام حجت کے بعد درگاہ الٰہی میں دعا سے فیصلے کے طریق کو مباہلہ کہتے ہیں۔ یہ تو تھی مباہلے کی حقیقت کے بارے میں ابتدائی گزارش۔ اب پروفیسر طاہر القادری صاحب کے کھلے خط سے متعلق چند علمی نکات قارئین کی توجہ کے لئے پیش ہیں۔

پروفیسر طاہر القادری صاحب کا مذکورہ خط مباہلے کے سلسلہ میں شائع ہونے والے فریقین کے متعدد بیانات، اشتہارات اور ان کے جوابات کے سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ جماعت احمدیہ کی طرف سے مباہلے کے چیلنج کی اشاعت پر علمائے پاکستان میں سے متعدد نے اپنے اپنے رنگ میں دعوت مباہلہ قبول کرنے پر آمادگی ظاہر کی اور اس مضمون کے اشتہارات شائع کئے گئے کہ فلاں مخصوص مقام پر فریقین کو حاضر ہونا چاہیئے۔ جماعت احمدیہ کی طرف سے بارہا یہ وضاحت کی گئی کہ

"مباہلہ دعا کے ذریعہ خدا سے فیصلہ طلبی کا نام ہے۔ اور اس کے لئے کسی مخصوص مقام پر اجتماع ضروری نہیں۔"

چنانچہ جماعت احمدیہ راولپنڈی کی طرف سے ایک اشتہار روزنامہ جنگ راولپنڈی کی ۱۳ راگست ۸۸ء کی اشاعت میں اس مضمون کا شائع ہوا۔ مرکزی علماء مشائخ کونسل نے "مباہلہ کے بارے میں شرعی وضاحت" کے عنوان سے ایک اشتہار روزنامہ حیدر کی ۱۷ راگست ۸۸ء کی اشاعت میں شائع کیا جس میں یہ موقف اختیار کیا کہ۔

"لفظ مباہلہ باب مفاعلہ ہے جو مشارکت کے لئے آتا ہے اور اس سے باہمی اشتراک ہونا ضروری ہے۔"

جماعت احمدیہ راولپنڈی کی طرف سے عربی گرامر اور علم صرف کے حوالے سے یہ بات واضح کی گئی کہ

"لفظ مباہلہ کا باب مفاعلہ میں ہونا درست مگر جس مشارکت کا ذکر کیا گیا ہے وہ مشارکت فعلی و معنوی ہے اجتماع مقامی نہیں۔ مباہلہ کا مادہ "بہل" ہے جس کے معنی لعنت ڈالنے کے ہیں۔ باب افتعال میں اس کے معنی تضرع اور عاجزی سے دعا مانگنے کے ہیں۔ باب مفاعلہ میں وہی لفظ مباہلہ بن گیا جس کے نتیجہ میں دعا کرنے یا لعنت ڈالنے کے فعل میں اشتراک ہے اجتماع مقاماً ضروری نہیں جیسے مباحثہ

بحث میں اشتراک۔ معاملہ مجادلہ (یعنی) اشتراک در مکالمہ کلام میں اشتراک چاہتا ہے۔

اسی طرح مباہلہ "بہل" یعنی لعنت ڈالنے یا تضرع سے دعا کرنے کے فعل میں اشتراک چاہتا ہے۔ مقام کا اشتراک ہرگز اس باب کا تقاضا نہیں۔ باب مفاعلہ کے خواص کے پیش نظر لفظ مباہلہ کے معنی دعا کے ذریعہ مقابلہ کے ہیں۔"

پروفیسر ڈاکٹر طاہر القادری صاحب کو بھی تسلیم ہے کہ:۔

"مباہلہ باب مفاعلہ سے ہے اس میں غالب دلالت فریقین کی طرف سے فعل میں مشارکت پر ہوتی ہے اور صدور فعل میں اکثر بھی پائی جاتی ہے۔ بے شک بصورت تحریر بھی فعل میں طرفین کی مشارکت کسی نہ کسی طور پر ہے۔ مگر اصالتاً معنی کی بدرجہ اتم ادائیگی اسی صورت میں ہو سکتی ہے کہ فریقین ایک دوسرے کے سامنے آئیں اور ابتہال و دعا میں باہمی تضرع الی الحق کثرت کے ساتھ ہو"

گویا علمی لحاظ سے نظر ثانی "اس بات پر اتفاق ہو گیا کہ فریقین کی طرف سے فعل میں مشارکت ضروری ہے" اور یہ کہ "بصورت تحریر بھی" فعل میں طرفین کی مشارکت کسی نہ کسی طور پر ہے۔

ذرائع ابلاغ اس دور میں ترقی کی جس منزل پر پہنچ چکے ہیں اس میں تحریر ایک زیادہ ثقہ، باعتماد، پائیدار اور غیر مشتبہ صورت ہے جس سے انکار کی کوئی گنجائش نہیں۔ اگر مباہلہ تحریراً ہو سکتا ہے جیسا کہ پروفیسر صاحب کو تسلیم ہے تو پھر ایک ہنگامہ آرائی اور ایک مقام پر جمع ہونے پر اصرار کے کوئی معنی سمجھ میں نہیں آتے سوائے اس کے کہ ایک شورش اور ہنگامے کی صورت پیدا ہو۔ چیلنج امام جماعت احمدیہ نے دیا ہے اور تحریراً دیا ہے اور یہ ایسی صورت ہے جس کو خود پروفیسر صاحب موصوف بھی درست سمجھتے ہیں تو پھر کسی مخصوص مقام پر جمع ہو کر زبانی مباہلہ کے لئے اصرار کرنے کا کوئی جواز باقی نہیں رہتا خصوصاً جب کہ چیلنج دینے والے نے دنیا بھر کے تمام مخالفین کو چیلنج دیا ہے۔ اور ہر جگہ جانا عملاً محال ہے۔ پروفیسر صاحب موصوف کو تسلیم ہے کہ مباہلہ تحریراً ہو سکتا ہے۔ چیلنج انہوں نے قبول کر لیا ہے اب انہیں چاہئے کہ چیلنج میں مذکورہ طریق پر مباہلہ کی عبارت پر دستخط کر کے اسے شائع کر دیں۔ مزید کسی تردد کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ دعا قبول کرنا اور مباہلہ کے نتائج پیدا کرنا خدا کا کام ہے وہ اس پر چھوڑ دیں۔

پروفیسر صاحب نے اپنے کھلے خط میں مولانا محمد علی صاحب کے ایک حوالہ سے اپنے استدلال کی تائید حاصل کرنے کی کوشش کی ہے۔ مولانا محمد علی صاحب کا پورا حوالہ ان کے ترجمہ و تفسیر "بیان القرآن" سے لیا گیا ہے۔ آیت مباہلہ کی تفسیر میں وہ لکھتے ہیں:۔

"دلائل کی رو سے جب اتمام حجت کر دیا اور عیسائیوں نے دلائل کے قبول کرنے سے انکار کر دیا تو پھر مباہلہ کے لئے بلایا یعنی بالمقابل دعا کرنے اور دعا پر پورا زور لگانے کے لئے یہ گویا ایک دوسرے رنگ کا اتمام حجت تھا"

آگے چل کر مولانا محمد علی لکھتے ہیں کہ "معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم کو اللہ تعالیٰ نے یہ علم دیا ہوا تھا کہ عیسائی پرستی کا عقیدہ دنیا میں بہت زور پکڑنے والا ہے۔ اس لئے اس کے خلاف ہر رنگ سے اتمام حجت کیا اول دلائل کی رو سے پھر بارگاہ الٰہی میں بالمقابل دعا سے فیصلہ کے طریق سے۔"

ہم نے پروفیسر صاحب موصوف کا درج کردہ حوالہ ذرا مزید تفصیل سے درج کر دیا ہے۔ ان دونوں حوالوں میں مولانا بالمقابل دعا کرنے کا ذکر فرما رہے ہیں ایک مقام پر جمع ہونے کا نہیں۔ دراصل لفظ تعالوا عربی زبان میں محض جسمانی طور پر بلانے کے معنوں میں ہی استعمال نہیں ہوتا بلکہ متکلم کی اپنی ذہنی آمادگی اور مخاطب کو دعوت دینے کے معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے جیسے اردو میں بھی یہ کہا جاتا ہے کہ آؤ فیصلہ کریں۔ چلو تصفیہ کر لیں۔ آؤ مطالعہ کریں وغیرہ۔ یہ الفاظ جسمانی طور پر چلنے یا آنے کے لئے استعمال نہیں ہوتے بلکہ ذہنی تیاری اور آمادگی اور دعوت کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔ انگریزی زبان میں اس کا نزدیک ترین لفظ LET US ہو سکتا ہے یہی معنے لفظ تعالوا کے ہیں۔

جب ہم لفظ تعالوا کے معنوں کی جستجو کرتے ہیں تو مفردات راغب میں ہم دیکھتے ہیں کہ امام راغب نے اس کے بارے میں دو قول نقل کئے ہیں ایک قول یہ ہے کہ کسی انسان کو کسی اونچی جگہ کی طرف بلایا جائے پھر یہ کسی بھی جگہ بلانے کے لئے استعمال ہونے لگا۔ دوسرا قول یہ ہے کہ اس لفظ کی جڑ علو ہے اور وہ ارتفاع منزلت کے معنوں میں گویا کہ کسی ایسی بات کی طرف بلایا جائے جس میں رفعت اور سربلندی ہو جیسے کہا جائے کہ یوں کرو اور وہ مخاطب کے لئے ذلت نہیں بلکہ شرف کا باعث ہو اور اس پر امام راغب آیت مباہلہ کو بطور مثال کے لائے ہیں دیگر ائمہ لغت نے بھی آیت زیر بحث میں لفظ تعالوا کو علو کے معنوں میں بیان کیا ہے۔ گویا کسی مکان کی طرف جسمانی طور پر بلانا بھی گو تعالوا کے معنوں میں شامل ہے مگر محاورے میں ارتفاع منزلت کے لئے اور کسی فعل کی طرف دعوت دینے کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔ جس پر قرآن شریف کی متعدد آیات شاہد ہیں۔

پروفیسر صاحب موصوف وسیع علم رکھتے ہیں۔ ذرائع ابلاغ پر درس قرآن بھی دیتے ہیں۔ ان سے یہ بات مخفی نہیں ہو گی کہ قرآن حکیم میں لفظ تعالوا کم و بیش آٹھ مقامات پر استعمال ہوا ہے اور صرف ایک آیت ایسی ہے جس میں جسمانی طور پر آنے کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ وہ آیات یہ ہیں:۔

۱۔ آل عمران آیت ۶۱ (آیت مباہلہ زیر بحث)

۲۔ آل عمران آیت ۶۴ .... آجاؤ ایسی بات کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے۔

۳۔ آل عمران آیت ۱۶۷ .... آؤ اللہ کی راہ میں جنگ کرو ....

۴۔ سورۃ نساء آیت ۶۱ .... آؤ اس (کلام) کی طرف جو اللہ نے نازل کیا اور اس کے رسول کی طرف ....

۵۔ سورۃ مائدہ آیت ۱۰۴ .... آؤ اس (کلام) کی طرف جو اللہ نے نازل کیا اور اس کے رسول کی طرف ....

۶۔ سورۃ انعام آیت ۱۵۲ .... آؤ تمہیں وہ پڑھ کر سناؤں جو اللہ نے حرام کیا ....

۷۔ سورۃ احزاب آیت ۲۸ .... آؤ تمہیں مال و متاع دے کر اچھی طرح رخصت کر دوں ....

۸۔ سورۃ منافقون آیت ۵ .... آؤ خدا کا رسول تمہارے لئے مغفرت طلب کرے ....

آیات مذکورہ بالا میں سے آل عمران کی آیت ۶۴ میں "تعالوا الی کلمۃ سواء" آیا ہے یعنی ایک ایسے کلمے کی طرف آجاؤ جو ہمارے دونوں کے درمیان یکساں ہے اب کلمے کی طرف آنے کے معنے جسمانی طور پر آنا تو نہیں ہو سکتے اسی طرح سورۃ احزاب کی آیت ۲۸ میں فرمایا اے پیغمبر اپنی بیویوں سے کہہ دو کہ اگر تم دنیا کی زندگی اور اس کی زینت و آرائش کی خواستگار ہو تو آؤ تمہیں کچھ مال دوں اور اچھی طرح سے رخصت کر دوں اس میں بھی تعالوا کا تانیث کا صیغہ استعمال ہوا ہے اور امہات المومنین سے کہنا کہ آؤ میں تمہیں مال دوں جسمانی طور پر آنے کے معنوں میں نہیں ہے اسی طرح سورۃ منافقون کی آیت ۵ میں منافقین کا ذکر ہے کہ جب ان سے کہا جائے کہ آؤ رسول خدا تمہارے لئے مغفرت مانگیں تو وہ سر ہلا دیتے ہیں۔ یہاں پر بھی تعالوا کے معنی جسمانی طور پر آنے کے نہیں۔ اسی طرح سے سورۃ مائدہ کی آیت ۱۰۴ میں ارشاد ہے کہ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اس بات کی طرف آجاؤ جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ جس طریق پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا وہ کافی ہے اس آیت میں بھی تعالوا کلام الٰہی اور رسول خدا کی طرف رجوع کرنے کے معنوں میں استعمال ہوا ہے اور اس میں جسمانی طور پر آنا ہرگز مقصود نہیں غرض لفظ تعالوا سے جو استدلال پروفیسر صاحب نے ایک جگہ جمع ہونے کے بارے میں کیا ہے وہ درست نہیں۔

یہ بات بھی توجہ طلب ہے کہ نجران کے عیسائیوں کو جب حضور سرور کائنات نے دعوت مباہلہ دی تو اس وقت ان کے بچے اور عورتیں سینکڑوں میل

دور تھے۔ کوئی قرینہ ایسا نہیں ملتا کہ ان کو بُلا کر جمع کیا جانا مقصود تھا۔ غرض آیت مباہلہ کے مضمون اور اس کی تفاسیر اور تفاصیل کا جتنا گہرا مطالعہ کیا جائے گا یہ بات واضح ہوتی چلی جائے گی کہ سب کو ایک جگہ جمع کرنا مقصود نہیں بلکہ اصل مقصد اپنے بیٹوں اور عورتوں کو دُعا میں شریک کرنا تھا۔

جیسا کہ امام جماعت احمدیہ نے اپنے چیلنج میں لکھا ہے۔

"ہر وہ شخص جو کسی گروہ کی نمائندگی کرتا ہو میرے مباہلہ کے چیلنج کو قبول کرے اور حسب ذیل دُعا میں میرے ساتھ شریک ہو اور اپنے اہل و عیال، اپنے مردوں اور عورتوں اور ان تمام متبعین کو بھی اپنے ساتھ شریک کرے جو اس کی ہمنوائی کا دم بھرتے ہیں اور فریق ثانی بن کر مباہلہ کے اس چیلنج پر دستخط کرے اور اس کا اعلانِ عام کرے۔"

پروفیسر صاحب لکھتے ہیں کہ مباہلہ ہماری ضرورت تھی نہ ہے۔ بجا ارشاد۔ مباہلہ پروفیسر صاحب کی ضرورت نہیں۔ ان کی ضرورت ہو بھی نہیں سکتی۔ مباہلہ اُن لوگوں کی ضرورت ہوا کرتا ہے جو حق بات پہنچانے میں اپنی جان گداز کر چکے ہوں اور لعلّک باخعٌ نفسک کی سی کیفیت سے دو چار ہوں۔ مباہلہ نجران کے عیسائیوں کی بھی ضرورت نہیں تھا انہوں نے بھی مباہلہ کا چیلنج نہیں دیا تھا۔ مباہلہ کا چیلنج تو حضرت سرورِ کائنات کی طرف سے تھا نجران کے عیسائیوں پر تو چیلنج قبول کرنے کا ہی بار تھا۔ جو انہوں نے نہیں اُٹھایا۔ پروفیسر صاحب نے چیلنج قبول کر لیا ہے۔ ان کی بات نہایت درست اور مناسب ہے۔ چیلنج امام جماعت احمدیہ کا ہے پروفیسر صاحب کا نہیں۔ اگر وہ چیلنج دیتے تو جو صورت چاہتے اختیار کرتے چیلنج دینے والے نے تحریراً چیلنج دیا ہے اور تحریری طور پر قبول کرنے کا مطالبہ کیا ہے اور پروفیسر صاحب نے اسے قبول کرنے کا اعلان کیا ہے۔ پروفیسر صاحب کو یہ تسلیم ہے کہ مباہلہ خشوع اور تضرع اور تذلل کے ساتھ دُعا کرنے کے لئے ہے اور دُعا کثرت کے ساتھ ہر جگہ ہو سکتی ہے بلکہ پروفیسر صاحب کا ارشاد ہے کہ باب مفاعلہ میں صدورِ فعل میں تکثیر بھی پائی جاتی ہے" گویا کثرت سے دُعا اور تضرع اور ابتہال مباہلے کا تقاضا ہے۔ اگر ایسا ہے تو اپنے اپنے مقام پر خدا کے حضور دُعا کرنے میں کیا روک ہے۔ بات صاف ہے پروفیسر صاحب! حوصلہ کیجئے۔ تحریر پر دستخط کیجئے اور پھر معاملہ خدا پر چھوڑ دیجئے۔

اس کے علاوہ اگر مینار پاکستان جانے میں پروفیسر صاحب کا اپنا کوئی خاص مفاد ہو تو بے شک جائیے علماء اور عوام جمع ہوں گے۔ اچھا اہتمام بھی ہو جائے گا پروفیسر صاحب کی مباہلہ کے لئے نمائندہ حیثیت بھی واضح ہو جائے گی۔ وہ ۱۲ ربیع الاوّل کی رات اپنے جمع کردہ علماء اور عوام کے مجمع میں مباہلہ کی دُعا پڑھ کر آمین کہہ دیں اور خدائی فیصلے کا انتظار کریں امام جماعت احمدیہ کی مجوزہ دُعا یہ ہے :۔

"اے قادر و توانا عالم الغیب والشہادۃ خدا! ہم تیری جبروت اور تیری عظمت اور تیرے وقار اور تیرے جلال کی قسم کھا کر اور تیری غیرت کو اُبھارتے ہوئے تجھ سے یہ استدعا کرتے ہیں کہ ہم میں سے جو فریق بھی ان دعاوی میں سچا ہے جن کا ذکر اوپر گزر چکا ہے اس پر دونوں جہان کی رحمتیں نازل فرما اس کی ساری مصیبتیں دُور کر اس کی سچائی کو ساری دُنیا پر روشن کر دے، اس کو برکت پر برکت دے اور اس کے معاشرہ سے ہر فساد اور ہر شر کو دُور کر دے اور اس کی طرف منسوب ہونے والے ہر بڑے اور چھوٹے، مرد و عورت کو نیک چلنی اور پاکبازی عطا کر اور سچا تقویٰ نصیب فرما اور دن بدن اس سے اپنی قربت اور پیار کے نشان پہلے سے بڑھ کر ظاہر فرما، تا کہ دُنیا خوب دیکھ لے کہ تو ان کے ساتھ ہے اور ان کی حمایت اور ان کی پشت پناہی میں کھڑا ہے اور ان کے اعمال، ان کی خصلتوں اور اُٹھنے اور بیٹھنے اور اسلوب زندگی سے خوب اچھی طرح جان لے کہ یہ خدا والوں کی جماعت ہے اور خدا کے دشمنوں اور شیطانوں کی جماعت نہیں ہے۔"

"اور اے خدا! تیرے نزدیک ہم میں سے جو فریق جھوٹا اور مفتری ہے اس پر ایک سال کے اندر اندر اپنا غضب نازل فرما اور اسے ذِلّت اور نکبت کی مار دے کر اپنے عذاب اور قہری تجلیوں کا نشانہ بنا اور اس طور سے ان کو اپنے عذاب کی چکی میں پیس اور مصیبتوں پر مصیبتیں ان پر نازل کر اور بلاؤں پر بلائیں ڈال کہ دُنیا خوب اچھی طرح دیکھ لے کہ ان آفات میں بندے کی شرارت اور دُشمنی اور بغض کا دخل نہیں بلکہ محض خدا کی غیرت اور قدرت کا ہاتھ یہ سب عجائب کام دکھلا رہا ہے۔ اس رنگ میں اس جھوٹے گروہ کو سزا دے کہ اس سزا میں مباہلہ میں شریک کسی فریق کے مکر و فریب کے ہاتھ کا کوئی بھی دخل نہ ہو اور وہ محض تیرے غضب اور تیری عقوبت کی جلوہ گری ہو تا کہ سچے اور جھوٹے میں خوب تمیز ہو جائے اور حق اور باطل کے درمیان فرق ظاہر ہو اور ظالم اور مظلوم کی راہیں جُدا جُدا کر کے دکھائی جائیں اور ہر وہ شخص جو تقویٰ کا بیج اپنے سینہ میں رکھتا ہے اور ہر وہ آنکھ جو اخلاص کے ساتھ حق کی متلاشی ہے اس پر معاملہ مشتبہ نہ رہے اور ہر اہل بصیرت پر خوب کُھل جائے کہ سچائی کس کے ساتھ ہے اور حق کس کی حمایت میں کھڑا ہے۔
(آمین یا ربّ العالمین)"

آخری گزارش یہ ہے کہ پروفیسر صاحب اپنی بے باکی میں جس طرح کے بیانات دے رہے ہیں اور ایک سال کی میعاد کے بارے میں علامہ موصوف نے جو طرزِ عمل اختیار کیا ہے وہ رسول خداؐ کے قدم سے آگے بڑھ کر قدم رکھنے کے مترادف ہے۔ کیونکہ نجران کے عیسائیوں نے جب مباہلہ قبول نہیں کیا تو حضورؐ نے فرمایا "خدا کی قسم اگر یہ مجھ سے مباہلہ کرتے تو ایک سال نہ گزرتا کہ ان میں سے کوئی بھی باقی نہ رہتا بلکہ اللہ تعالیٰ جھوٹوں کو ہلاک کر دیتا" (تفسیر ابن جریر جزء ۳ صفحہ ۲۱۲ مطبوعہ بیروت) تفسیر کبیر رازی اور سیرت الحلبیہ میں یہ الفاظ ہیں کہ عیسائی "مباہلہ کرتے تو ایک سال میں ہلاک ہو جاتے" مگر پروفیسر صاحب ہیں کہ ایک سال مدت بہت زیادہ بتاتے ہیں۔ حالانکہ ایک سال کی مدت سنت اللہ کی معرفت اور سنت رسولؐ کے مطابق ہے۔ امام جماعت احمدیہ نے سورۃ احقاف کی آیت ۳۶ کے مطابق عمل کیا پورے صبر اور عزم سے کام لیا اور نشان مانگنے میں کوئی جلد بازی نہیں کی۔ پروفیسر صاحب قرآن کے اس حکم کو فراموش کر چکے ہیں جس میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ساُوریکم آیاتی فلا تستعجلون۔ میں تم کو اپنے نشان دکھاؤں گا تم جلدی نہ کرو (سورۃ انبیاء آیت ۳۷) اللہ سے نشان طلب کرنے میں بے صبری اور جلد بازی اس کے حضور گستاخی شمار ہوتا ہے جسے اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا مگر پروفیسر صاحب کو اصرار ہے تو اپنے لئے جلدی کا نشان طلب کریں کیونکہ اُس قادر و توانا کا یہ بھی ارشاد ہے کہ وہ اچانک اور بہت جلد اپنا نشان ظاہر کرنے پر قادر ہے۔ (سورۃ عنکبوت آیت ۵۴) فانتظروا انّی معکم من المنتظرین ۞

صوبہ جات کی صدر لجنہ اماء اللہ

لجنہ اماء اللہ مرکزیہ قادیان کی طرف سے درج ذیل صوبہ جات کے لئے مندرجہ ذیل ممبرات کو اکتوبر ۱۹۸۸ء تا دسمبر ۱۹۸۹ء تک کے لئے پورے صوبہ کی صوبائی صدر مقرر کیا جاتا ہے تمام لجنات اپنی ان صوبائی صدر سے تعاون کریں

(۱) محترمہ اعظم النساء صاحبہ حیدرآباد صوبائی صدر لجنہ اماء اللہ آندھرا پردیش۔
(۲) محترمہ امۃ المتین صاحبہ یادگیر صوبہ کرناٹک
(۳) " امۃ الباری صاحبہ شاہجہانپور " یوپی
(۴) " امۃ القیوم صاحبہ کاگرن۔ " کشمیر
(۵) " شیریں باسط صاحبہ کٹک۔ " اڑیسہ

صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ قادیان

عالمگیر جماعت احمدیہ کے دائمی مرکز قادیان میں

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا گیارہواں اور مجلس اطفال الاحمدیہ مرکزیہ کا دسواں کامیاب سالانہ اجتماع

٭ حضور انور ایدہ اللہ کا روح پرور پیغام ٭ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی کی شمولیت اور بصیرت افروز خطابات ٭ مختلف قسم کے دینی، علمی، ذہنی اور ورزشی مقابلہ جات کا پروگرام۔ ہندوستان کی ۶۳ مجالس کے ۱۲۱ نمائندگان کی شمولیت!

رپورٹ مرتبہ مکرم شکیل احمد صاحب طاہر و مکرم قریشی محمد فضل اللہ صاحب منتظم شعبہ رپورٹنگ سالانہ اجتماع مرکزیہ

قادیان دارالامان میں امسال مورخہ ۲۱، ۲۲، ۲۳ اخاء (اکتوبر) ۱۹۸۸ء کو مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا گیارہواں اور مجلس اطفال الاحمدیہ مرکزیہ کا دسواں سالانہ اجتماع اپنی مخصوص قومی روایات کے ساتھ منعقد ہو کر نہایت کامیابی کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔ اس اجتماع کی مختصر رپورٹ ذیل میں درج ہے۔

محترم مولوی منیر احمد صاحب خادم صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے سالانہ اجتماع سے کافی عرصہ قبل جملہ پروگراموں کو کامیابی، سہولت اور عمدگی سے چلانے کے لئے ایک سب کمیٹی کی تشکیل فرما دی تھی جس کے ممبران درج ذیل تھے۔

مکرم مولوی جاوید اقبال صاحب اختر — صدر
خاکسار شکیل احمد طاہر — سیکرٹری
مکرم محمد عارف صاحب ننگلی — ممبر
〃 جمیل احمد صاحب ناصر — 〃
〃 قریشی انعام الحق صاحب — 〃
〃 مولوی بشارت احمد صاحب حیدر — 〃
خاکسار محمد فضل اللہ قریشی — 〃
مکرم مولوی محمد الرؤف صاحب غیر — 〃
〃 محمد یعقوب صاحب جاوید — 〃

چنانچہ اس سب کمیٹی نے اجتماع کے جملہ علمی و ورزشی مقابلہ جات کا پروگرام طے کر کے ایک سرکلر کی شکل میں ماہ جون میں ہی بھارت کی تمام مجالس کو ارسال کیا۔ نیز فضلہ تعالیٰ سالانہ اجتماع کے جملہ انتظامات اور پروگراموں کو بروقت اور انتہائی عمدگی کے ساتھ پایۂ تکمیل تک پہنچایا اور مقابلہ جات میں ٹرافی کے لئے مجالس بھارت کی سال بھر کی کارکردگی کا جائزہ لے کر اپنی رپورٹ محترم صدر مجلس کی خدمت میں الغرض منظوری پیش کی۔

مقام اجتماع

امسال اللہ تعالیٰ کے فضل سے "ایوان خدمت" کی عمارت کسی حد تک پایۂ تکمیل کو پہنچ گئی تھی۔ اسی بنا پر اجتماع کمیٹی نے بمشورہ محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ایوان خدمت میں ہی سالانہ اجتماع مرکزیہ کی تیاریاں شروع کر دیں۔ ہال کو دلکش اور دیدہ زیب بینرز، برقی قمقموں اور رنگ برنگی ٹیوب لائٹس اور سنہری جھالروں سے سجایا گیا اور عمارت کی بالائی منزل پر سرخ رنگ کی لڑیاں (چھوٹے بلب) بچھائی گئیں جس سے عمارت کی خوبصورتی میں مزید اضافہ ہوا۔

پہلا دن: افتتاحی اجلاس

ہمارے سالانہ اجتماع کے مہمان خصوصی محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی تھے۔ حسب پروگرام محترم صاحبزادہ صاحب موصوف اجتماع گاہ تشریف لائے اور کرسی صدارت پر رونق افروز ہوئے اور اس اجتماع کے افتتاحی اجلاس کی کارروائی شروع ہوئی۔ مکرم قاری نواب احمد صاحب کنگوہی کی تلاوت قرآن مجید کے بعد محترم صاحبزادہ صاحب پرچم کشائی کے لئے محترم صدر مجلس کے ہمراہ لوائے خدام الاحمدیہ کے فلیگ پوسٹ پر تشریف لے گئے جہاں آپ موصوف نے لوائے خدام الاحمدیہ کا پرچم کشائی کی۔ تمام ماحول فلک شگاف اسلامی نعروں سے گونج اٹھا۔ بعد ازاں محترم موصوف سٹیج پر دوبارہ تشریف لائے اور اجتماع کا باقاعدہ کارروائی کا آغاز ہوا سب سے پہلے محترم مولوی منیر احمد صاحب خادم صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے خدام الاحمدیہ کا عہد دہرایا بعدہٗ مکرم منیر احمد صاحب شمیم نے خوش الحانی سے نظم پڑھ کر سامعین کو محظوظ کیا چونکہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا پیغام ابھی موصول نہیں ہوا تھا اس لئے محترم مولوی منیر احمد صاحب خادم صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے تبرک کے طور پر حضور انور کے خطبات میں سے بعض اقتباسات پیش کئے ازاں بعد محترم مولوی جاوید اقبال صاحب اختر مہتمم مجالس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی سالانہ رپورٹ کارگزاری پڑھ کر سنائی۔

اس کے بعد محترم صاحبزادہ صاحب موصوف نے افتتاحی خطاب فرمایا۔ آپ نے فرمایا کہ انسان کی تخلیق احسن تقویم میں ہوئی اور بنیادی تمام صلاحیتیں انسان کے اندر ودیعت کی گئی ہیں جن کو بروئے کار لا کر انسان خدا تعالیٰ کا عرفان حاصل کر سکتا ہے۔ اور عابد بندہ بن سکتا ہے لیکن جب انسان اپنی حقیقت کو نہیں پہچانتا تو ٹھوکر کھاتا ہے اور اسفل السافلین میں جا گرتا ہے۔ آپ نے اپنے خطاب کو جاری رکھتے ہوئے بتایا کہ نوجوانوں کی یہ عمر جوش و خروش اور مسابقت کی روح اپنے اندر پیدا کرنے والی عمر ہے کس طرح دو انصاری بچوں نے ایک ہی عزم اور ولولے کے ساتھ دشمن اسلام ابو جہل کا کام تمام کیا تھا آپ بھی اپنے آپ کو اور اپنی اولاد کو اسلام کی سربلندی کے لئے ہر قربانی پیش کرنے کے لئے تیار رکھیں۔ اور پھر خلفاء کے فیصلوں کا مشاہدہ کریں موصوف نے نہایت عمدہ پیرایہ میں مختلف واقعات کا ذکر کرتے ہوئے نوجوانوں کو زرین نصائح فرمائیں اس بصیرت افروز خطاب کے بعد محترم صاحبزادہ صاحب موصوف نے پُرسوز اجتماعی دُعا کرائی اس کے بعد احمدیہ گراؤنڈ میں فٹ بال کا مقابلہ ہوا۔

دوسرا دن

اجتماع کا دوسرا روز مسجد مبارک میں نماز تہجد کی باجماعت ادائیگی سے شروع ہوا محترم مولانا حکیم محمد دین صاحب ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ کی اقتداء میں نماز تہجد ادا کی گئی نماز فجر کی ادائیگی کے بعد مکرم مولانا حکیم محمد دین صاحب نے ہی بصیرت افروز درس دیا۔ اجتماعی تلاوت قرآن مجید سے فارغ ہو کر خدام نے پرچہ ذہانت میں حصہ لیا۔ بعدہٗ تمام خدام ورزشی مقابلہ جات کے لئے احمدیہ گراؤنڈ پہنچے جہاں پر دلچسپ کھیلیں کھیلی گئیں ٹھیک ۱ بجے نماز ظہر و عصر ادا کرنے کے بعد خدام نے وسیع پنڈال میں مجلس کے زیر انتظام دوپہر کا کھانا کھایا جس میں تمام خدام سمیت بزرگان، مرکزی عہدیداران و مہمانان کرام مدعو تھے۔ کھانے کے بعد ٹھیک اڑھائی بجے مجلس اطفال الاحمدیہ کا دسواں سالانہ اجتماع محترم مولوی منیر احمد صاحب خادم صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی زیر صدارت شروع ہوا۔ عزیز مرزا احمد کی تلاوت قرآن مجید کے بعد مکرم مولوی بشارت احمد صاحب حیدر مہتمم اطفال الاحمدیہ مرکزیہ نے اطفال الاحمدیہ کا عہد دہرایا اس کے بعد عزیزم عبد الباری صاحب نے نظم پڑھ کر حاضرین کو محظوظ کیا۔ بعدہٗ محترم مولوی منیر احمد صاحب خادم نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا بصیرت افروز پیغام پڑھ کر سنایا جو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ہر سہ تنظیموں کے سالانہ اجتماع کے موقعہ پر ارسال فرمایا تھا واضح رہے کہ یہ پیغام اسی روز اس اجلاس سے تھوڑی دیر قبل موصول ہوا تھا بعدہٗ مکرم مولوی بشارت احمد صاحب حیدر مہتمم اطفال مجلس مرکزیہ نے اطفال الاحمدیہ مرکزیہ کی سالانہ رپورٹ کارگزاری پڑھ کر سنائی ازاں بعد محترم صدر اجلاس نے اپنے خطاب میں نہایت عمدہ پیرایہ میں خدام و اطفال کو اپنی زندگیاں صحیح رنگ میں ادا کرنے کی تلقین فرمائی ازاں بعد اطفال کے علمی مقابلہ جات ہوئے بعدہٗ شام ۵ بجے خدام و اطفال گراؤنڈ پہنچے جہاں ورزشی مقابلہ جات منعقد

ہوئے نماز مغرب و عشاء اور رات کے کھانے کے بعد رات ساڑھے دس بجے تک خدام و اطفال کے علمی مقابلہ جات ہوئے اس موقعہ پر خدام نے جوڈو کراٹے کا مظاہرہ پیش کیا۔

تیسرا دن

پروگرام کے مطابق مسجد مبارک میں باجماعت نماز تہجد مکرم مولانا عبدالحق صاحب فضل نائب ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ کی اقتداء میں ادا کی گئی نماز فجر کے بعد محترم مولانا محمد کریم الدین صاحب شاہد نے درس دیا بعدہٗ تمام خدام نے اجتماعی طور پر قرآن مجید کی تلاوت کی ازاں بعد خدام بہشتی مقبرہ میں تشریف لے گئے اور مزار مبارک پر اجتماعی دعا کی سوا آٹھ بجے سے لے کر پونے ایک بجے تک گراؤنڈ میں مختلف قسم کے ورزشی مقابلہ جات ہوئے نماز ظہر و عصر کی ادائیگی کے بعد تمام خدام نے پنڈال میں ہی دوپہر کا کھانا کھایا اور علمی و ذہنی مقابلہ جات کا سلسلہ شروع ہوا۔

اختتامی اجلاس و تقسیم انعامات

ٹھیک سوا چار بجے اختتامی اجلاس کی کارروائی محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی کی زیر صدارت شروع ہوئی۔ مکرم مولانا ظہیر احمد صاحب خادم کی تلاوت قرآن مجید کے بعد مکرم جمیل احمد صاحب ناصر نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ نے عہد خدام الاحمدیہ اور مکرم مولوی بشارت احمد صاحب حیدر مہتمم اطفال نے عہد اطفال الاحمدیہ دہرایا۔ بعدہٗ مکرم عبدالعزیز صاحب آف جینت کنٹہ نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا منظوم کلام پڑھ کر حاضرین کو محظوظ کیا ازاں بعد محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے دوران سال نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والی مجالس و عہدیداران نیز سالانہ اجتماع کے علمی، ذہنی، دینی اور ورزشی مقابلہ جات میں اوّل، دوم سوم آنے والے خدام و اطفال کو اپنے دست مبارک سے انعامات اور اسناد امتیاز تقسیم فرمائیں۔ بعدہٗ مکرم مولوی جاوید اقبال صاحب اختر معتمد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے دلکش آواز میں نظم پڑھ کر سامعین کو محظوظ کیا۔ ازاں بعد محترم مولوی منیر احمد صاحب خادم صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے سالانہ اجتماع مرکزیہ کے انعقاد کے سلسلہ میں تعاون کرنے والے منتظمین اور معاونین کا تہہ دل سے شکریہ ادا کیا آپ نے بطور خاص ان تمام بزرگان کا بھی شکریہ ادا کیا جنہوں نے مجلس کے پروگراموں کو کامیاب بنانے کے لئے وقتاً فوقتاً مجلس کی راہنمائی اور حوصلہ افزائی فرمائی۔ فجزاھم اللّٰہ احسن الجزاء۔

ازاں بعد محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی نے خدام و اطفال کو خطاب فرماتے ہوئے واضح فرمایا کہ ہمارے تمام کاموں کی ابتداء اور اختتام دعا سے ہوتا ہے اور بندے کے بشری تقاضوں کے سبب جو کمی رہ جاتی ہے اسے دعا پورا کر دیتی ہے۔ اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کریں تا کہ خدا تعالیٰ کی قدرت کے عجائبات دیکھیں اس موقعہ پر محترم موصوف نے مباہلہ کے لفظی معنوں پر روشنی ڈالتے ہوئے اس کی کامیابی کے لئے دعا کی طرف توجہ دلائی اسی طرح اپنی تمام تر صلاحیتوں کے ساتھ صد سالہ جوبلی کے کاموں میں حصہ لینے اور عزم کے ساتھ قربانیاں کرنے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ آپ کا زمانہ جوش کے اظہار کا زمانہ ہے لہٰذا آپ جوش و جذبہ کے ساتھ آگے آئیں آخر پر آپ نے اسیران راہ مولیٰ کے لئے دعا کی تحریک کرتے ہوئے ان کی قربانیوں کو زندہ اور تازہ رکھنے کی تلقین فرمائی۔ ازاں بعد پر سوز لمبی دعا کرائی جس کے ساتھ ہی یہ بابرکت سالانہ اجتماع بخیر و خوبی اسلامی فلک شگاف نعروں کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔ فالحمد للّٰہ علیٰ ذالک۔

علمی، دینی، ذہنی مقابلہ جات

اجتماع کے تینوں روز مختلف دینی اور علمی مقابلہ جات ہوتے رہے جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

مقابلہ حسن قراءت خدام و اطفال مقابلہ تقاریر خدام و اطفال مقابلہ نعت خوانی خدام مقابلہ نظم خوانی اطفال پرچہ ذہانت مقابلہ بیت بازی مقابلہ تقاریر فی البدیہہ خدام مقابلہ سوال و جواب اطفال اور کوئز پروگرام۔

ورزشی مقابلہ جات

تینوں روز ورزشی مقابلہ جات کی تفصیل اس طرح ہے فٹ بال۔ دوڑ ۱۰۰ میٹر خدام و اطفال۔ بیڈمنٹن۔ ہائی جمپ خدام لانگ جمپ اطفال و خدام جیولن تھرو خدام نیشنل کبڈی خدام و اطفال۔ رسہ کشی۔ نشانہ غلیل۔ کرکٹ شو میچ۔ والی بال اور خدام و اطفال کی بعض دیگر کھیلیں۔

علمی مقابلہ جات کی صدارت و ججمنٹ

اجتماع کے جملہ مقابلہ جات میں صدارت اور ججمنٹ کے فرائض انجام دینے کے لئے متعلقہ شعبہ کی درخواست پر جن احباب نے اپنا قیمتی وقت دیا ان کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں۔

مکرم شیخ عبدالحمید صاحب عاجز ناظر جائیداد۔ مکرم مولانا محمد کریم الدین صاحب شاہد نائب صدر مجلس انصاراللہ مکرم مولوی بشیر احمد صاحب خادم سابق صدر مجلس انصاراللہ۔ مکرم مولوی عبدالقادر صاحب دہلوی نائب ناظر دعوۃ و تبلیغ مکرم مولانا محمد انعام صاحب غوری صدر مجلس انصاراللہ مرکزیہ مکرم مولانا شریف احمد صاحب امینی ایڈیشنل ناظر دعوۃ و تبلیغ مکرم مولانا حکیم محمد دین صاحب ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ قادیان مکرم مولانا عبدالحق صاحب فضل نائب ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ مکرم مولوی عنایت اللہ صاحب مبلغ سلسلہ مکرم چوہدری محمود احمد صاحب عارف ناظر بیت المال مکرم مولوی جلال الدین صاحب نیر آڈیٹر صدر انجمن احمدیہ مکرم مولوی برہان احمد صاحب ظفر مبلغ سلسلہ مکرم مولوی بشیر احمد صاحب دہلوی مکرم ماسٹر مشرق علی صاحب زعیم اعلیٰ انصاراللہ مکرم چوہدری بدرالدین صاحب عامل نائب ناظر مقامی تبلیغ مکرم ڈاکٹر ملک بشیر احمد صاحب ناصر مکرم ڈاکٹر منور علی صاحب مکرم ڈاکٹر شبیر احمد صاحب ناصر مکرم مولوی محمد عمر علی صاحب مدرس مدرسہ احمدیہ مکرم مولوی تنویر احمد صاحب خادم مبلغ سلسلہ مکرم مولوی محمد ایوب صاحب ساجد مبلغ سلسلہ مکرم قاری نواب احمد صاحب مدرس مدرسہ احمدیہ مکرم مولوی بشارت احمد صاحب محمود مبلغ سلسلہ مکرم مولوی منظور احمد صاحب فضل مکرم وحید الدین صاحب شمس ایڈیشنل افسر لنگر خانہ مکرم فیروز الدین صاحب انور کلکتہ۔ مکرم سید تنویر احمد صاحب ایڈیشنل ناظر دعوۃ و تبلیغ مکرم مولوی سید قیام الدین صاحب برق مبلغ سلسلہ مکرم جمیل احمد صاحب ناصر نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مکرم مولوی امان اللہ صاحب معلم وقف جدید۔ مکرم سید ابرار احمد صاحب قائد مجلس حیدرآباد۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر عطا فرمائے آمین

موازنہ مجالس

موازنہ کمیٹی نے جماعت کی جملہ مجالس کی سال بھر کی حسن کارکردگی کا جائزہ لیتے ہوئے مجلس خدام الاحمدیہ قادیان کو اوّل مجلس خدام الاحمدیہ کالا بن نوہار کو دوم اور مجلس خدام الاحمدیہ موسیٰ بنی مائنز کو سوم قرار دیئے جانے کی سفارش پیش کیں اس کے علاوہ مندرجہ ذیل مجالس کو بعض شعبہ جات میں حسن کارکردگی کے لحاظ سے خصوصی انعامات دیئے جانے کی سفارشات بھی پیش کیں۔ مجلس خدام الاحمدیہ حیدرآباد۔ مجلس خدام الاحمدیہ کلکتہ۔ مجلس خدام الاحمدیہ کالیکٹ۔ مجلس خدام الاحمدیہ شاہجہانپور مجلس خدام الاحمدیہ خانپور ملکی۔

چنانچہ سب کمیٹی کی ان جملہ سفارشات کو محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے بغور ملاحظہ فرمانے کے بعد منظور فرمایا۔ چنانچہ اس فیصلہ کے مطابق مجلس خدام الاحمدیہ قادیان اوّل انعام کی مستحق قرار پا کر فضل عمر ٹرافی کی مستحق قرار پائی۔

(باقی آئندہ)

فتحِ بے نظیر (۲ر دسمبر ۱۹۸۸ء)

ابوالاسرار رمزی اٹاوی جودھپور (راجستھان) ایم اے۔ علیگ۔

ہیں مفتیانِ پاک ابھی پیچ و تاب میں!
کیوں عورتیں شریک ہیں اس انتخاب میں!
ہوتی ہیں جیتی اور اراکین کے لئے!
مخصوص ہیں نشستیں خواتین کے لئے
قومی اسمبلی میں ثریا شہاب ہیں
تعلیم پا کے پردہ نشیں کامیاب ہیں
یہ جیت بے نظیر کی کیا بے نظیر ہے!
اسلامی مملکت کی وہ پہلی وزیر ہے!
خاتونِ مشرقی کو یہ اعلیٰ خطاب ہے!
تاریخِ پاک میں یہ نیا انقلاب ہے!!

ایمان افروز واقعات

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ارشاد فرمایا ہے :-

"میری یہ خواہش ہے کہ ہم تحدیث نعمت کے طور پر جماعت احمدیہ کے صد سالہ جشن تشکر کے موقعہ پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصدیق میں ظاہر ہونے والے اُن لاتعداد نشانات کے منتخب نمونوں پر مشتمل ایک کتاب شائع کریں جو احمدیت کی صداقت پر ایک روشن و زندہ نشان کی حیثیت رکھتے ہیں"

احباب جماعت ہائے احمدیہ بھارت سے درخواست ہے کہ مندرجہ ذیل عنوانات یا اسی قسم کے جماعتی اور انفرادی ایمان افروز واقعات معیّن رنگ میں تاریخ وحق اور ثبوت کے ساتھ صاف اور خوشخط لکھ کر جوبلی دفتر کو جلد بھجوا دیں تاکہ وکالت تبشیر لندن کو بغرض اشاعت بھجوائے جائیں۔

عنوانات :- قبولیت دعا کے نشانات ☆ دشمنوں سے حفاظت کے نشانات ☆ دشمنوں کی ہلاکت کے نشانات ☆ آسمانی نصرت و حفاظت کے نشانات ☆ قبل از وقت رؤیا و کشوف کے ذریعہ تائیدی نشانات اور اہم خبریں کا مل جانا ☆ سچی رؤیا و کشوف ☆ بچوں کی پیدائش کے سلسلہ میں اہم نشانات ☆ غیر معمولی تائیدات الٰہیہ کے واقعات۔

مرزا وسیم احمد
صدر جوبلی کمیٹی قادیان

نمایاں کامیابی

عزیزم سید نظر احمد سلمہٗ ابن مکرم سید سجاد احمد صاحب رانچی نے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے Electronic Engineering میں فرسٹ کلاس میں کامیابی حاصل کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی کامیابی ہر جہت سے مبارک کرے۔ آمین۔ محترم سید سجاد احمد صاحب نے اس خوشی کے موقعہ پر مبلغ ۳۲۵/ روپیہ مختلف مدات میں ادا کئے ہیں۔ جزاہم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔

امیر مقامی قادیان

درخواست دعا

مکرم سی کے خلوی صاحب صدر جماعت احمدیہ وانیمبلم (کیرالہ) کے دل کا آپریشن ویلور میں ہو رہا ہے۔

آپریشن کی کامیابی اور موصوف کی کامل و عاجل شفا یابی اور صحت والی درازیٔ عمر پانے کے لئے احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے۔ اعانت بدر میں ایک سو روپے ادا کیا گیا ہے۔

(ادارہ)

ارشادِ نبوی ﷺ

اَلظُّلْمُ ظُلُمَاتٌ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ

ترجمہ :- ظلم قیامت کے دن کئی اندھیروں میں ہوگا (متفق علیہ)

محتاجِ دعا :- یکے از اراکین جماعت احمدیہ ممبئی (مہاراشٹر)

اعلانات نکاح و تقاریب شادی

مکرم سید عارف احمد صاحب صدر جماعت احمدیہ موتی ہاری تحریر فرماتے ہیں کہ مورخہ یکم اکتوبر ۸۸ء کو خاکسار کے چھوٹے بھائی عزیزم سید زاہد احمد صاحب سلمہ ابن مکرم سید نظام الدین جمیل احمد صاحب مرحوم کا نکاح عزیزہ ناز پروین سلمہا بنت مکرم سید ناصر احمد صاحب آف جمشید پور کے ساتھ مکرم مولوی سید آفتاب احمد صاحب نے مبلغ ۵۰۰۰/ روپے (پانچ ہزار) حق مہر پر پڑھا۔ نیز دوسری شادی خاکسار کی چھوٹی بہن عزیزہ سیدہ رخسانہ پروین سلمہا بنت مکرم سید نظام الدین جمیل احمد صاحب مرحوم کا نکاح مکرم خالد احمد صاحب ابن مکرم عقیل احمد صاحب آف اودے پور کٹیا۔ شاہجہانپور یوپی کے ساتھ مبلغ ۵۰۰۰/ روپے (پانچ ہزار) پر مورخہ ۷ اکتوبر ۸۸ء کو مکرم مولوی مظفر احمد صاحب ظفر مبلغ بیر گنج۔ نیپال نے پڑھا۔ عزیزم سید زاہد احمد سلمہ کی دعوت ولیمہ بھی مورخہ ۷ اکتوبر ۸۸ء کو ہوئی۔ تقریباً دو صد آدمی دعوت ولیمہ میں شریک ہوئے۔ ان دونوں رشتوں کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

عزیزم سید زاہد احمد سلمہٗ کی بارات موتی ہاری سے جمشید پور گئی جہاں نکاح ہوا۔ اور پھر بارات خیریت سے واپس موتی ہاری آگئی۔ عزیزہ سیدہ رخسانہ پروین سلمہ کی بارات اودے پور کٹیا۔ شاہجہانپور سے موتی ہاری آئی یہاں نکاح ہوا پھر واپس بارات اودے پور کٹیا گئی۔ الحمد للہ۔

پچاس روپے اس خوشی کے موقعہ پر اعانت بدر کے لئے ادا کئے گئے۔ جزاہم اللہ تعالیٰ۔ (ادارہ)

ولادت

مکرم بشیر الدین ؟؟ خان صاحب حیدر آباد سے تحریر فرماتے ہیں کہ ۳؍۱۱؍۸۸ کو میری بیٹی عزیزہ نصرت جہاں کو اللہ تعالیٰ نے پہلا لڑکا عطا کیا ہے۔ لڑکے کا نام میر محسن علیؔ عرف سمیع رکھا گیا ہے۔ نومولود مکرم ؟؟ الدین صاحب مرحوم کا پوتا ہے۔ درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو نیک صالح اور خادم دین بنائے۔ بچہ اور زچہ کی صحت کاملہ کے لئے اور خاکسار کی اہلیہ کی صحت کاملہ کیلئے درخواست دعا ہے۔ ۲۵/ روپے اعانت بدر میں ارسال کئے ہیں۔ جزاہ اللہ تعالیٰ۔ (ادارہ)

درخواست دعا

خاکسار کی والدہ محترمہ اختلاج قلب کی وجہ سے بیمار رہتی ہیں اُن کی کامل صحت اور درازیٔ عمر کے لئے نیز میرے چھوٹے بہن بھائیوں کی صحت و سلامتی نیک صالح خادم دین ہونے کے لئے اور اُن کے کاروبار میں برکت و ترقی کے لئے احباب جماعت سے عاجزانہ دعا کی درخواست ہے۔

خاکسار - بشارت احمد حیدر قادیان

اِجْتَنِبُوا الْغَضَبَ

ترجمہ :- سخت غصے سے بچو!

MOHAMMED RAHMAT PHONE :- C/O 896008

AZ

SPECIALIST IN ALL KINDS OF TWO WHEELER MOTOR VEHICLES

45-B, PANDUMALI COMPOUND
DR. BHADKAMKAR MARG
BOMBAY - 400008

دعائے مغفرت

مکرم مولوی سید آفتاب احمد صاحب مبلغ سلسلہ تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

افسوس ہے کہ جماعت احمدیہ جمشید پور (بہار) کے ایک مخلص بزرگ محترم ڈاکٹر سید حمید الدین صاحب کی وفات ۱۴ نومبر ۱۹۸۸ء کو ہو گئی۔ اِنّا للّٰہ و اِنّا الیہ راجعون۔ مرحوم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک صحابی حضرت مولوی سید آدام الدین صاحب مونگھیری رضی اللہ عنہ کے سب سے چھوٹے بیٹے تھے۔ طویل عرصہ تک جمشید پور بسلسلہ ملازمت مقیم رہے۔ حضرت چوہدری عبد اللہ خان صاحب برادر حضرت چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب کی صحبت جمشید پور میں حاصل کرتے رہے۔ دینی خدمات کے لئے برابر لگے رہتے۔ جماعت کے صدر بھی رہے۔ با اخلاق تھے مرکزی نمائندوں کا خیال رکھتے تھے مبلغین سلسلہ سے وابستگی رکھتے تھے ۷۰ سال کی عمر پائی اور طویل بیماری میں بڑے صبر و شکر کا اظہار کیا۔ مرحوم اس جماعت کے پہلے موصی تھے جن کی نعش کو قادیان لے جانے کا انتظام ہوا ہے۔ اپنے پیچھے دو ہونہار نوجوان اور ایک بیوہ چھوڑ گئے ہیں۔ مرحوم کی مغفرت کیلئے دعا کی عاجزانہ درخواست ہے نیز مرحوم کے ورثا کیلئے دعا کریں کہ وہ اپنے مورث کے روحانی مقام سے بھی بلند مقام حاصل کریں۔ آمین

بقیہ اخبار احمدیہ | ... صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان ... حضرت سیدہ ... صاحبہ و دیگر درویشان کرام و ...

أفضل الذكر لا إله إلا الله
(حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم)
منجانب: ماڈرن شو کمپنی ۳۱/۵/۶ لوئر چیت پور روڈ۔ کلکتہ ۷۰۰۰۷۳
MODERN SHOE CO.
31/5/6 LOWER CHITPUR ROAD
PHONE:- 275475 RESI:- 273963 {CALCUTTA-700073

AUTHORISED JEEP — HOBBERS PARTS — AUTHORISED DISTRIBUTORS AMBASSADOR - TREKKER BEDFORD - CONTESSA — AUTHORISED DEALERS PERKINS P3 P4 P6 P6/3
تار کا پتہ:۔ "AUTOCENTER"
ٹیلیفون:۔ 26-5222 26-1552
ہر قسم کی گاڑیوں۔ پٹرول و ڈیزل کار۔ ٹرک۔ بس۔ جیپ اور ہارورٹی کے اصلی پرزہ جات کے لئے ہماری خدمات حاصل کریں۔
آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
۱۶۔ مینگو لین کلکتہ ۷۰۰۰۰۱ — 16, MANGOE LANE, CALCUTTA-700001

قائم ہو پھر سے حکم محمد جہان میں — ضائع نہ ہو تمہاری یہ محنت خدا کرے
رائچوری الیکٹریکلس الیکٹرک کنٹریکٹر
RAICHURI ELECTRICALS
(ELECTRIC CONTRACTOR)
TARUN BHARAT CO-OP HOUSE SOCY
PLOT NO 6 GROUND FLOOR, OLD CHAKALA
OPP. CIGARETTE HOUSE ANDHERI (EAST)
BOMBAY-400099
PHONE {OFFICE:- 6348179 RESI:- 6329369

الخیر کلہ فی القرآن
ہر قسم کی خیر و برکت قرآن مجید میں ہے
(الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)
THE JANTA PHONE - 270203
CARDBOARD BOX MFG. CO.
MANUFACTURERS OF ALL KINDS OF CARDBOARD CORRUGATED BOXES & DISTINCTIVE PRINTERS
13, PRINCEP STREET - CALCUTTA - 700072.

خالص اور معیاری زیورات کا مرکز
الرحیم جیولرز
پروپرائیٹر۔ سید شوکت علی اینڈ سنز
پتہ:۔
نور شید کلاتھ مارکیٹ حیدری نارتھ ناظم آباد کراچی۔ فون نمبر ۶۲۹۱۲۳

تبلیغ کے کام کو بہت زیادہ آگے بڑھائیں۔
(ارشاد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ)
AUTOWINGS,
15, SANTHOME HIGH ROAD
MADRAS-600004
آٹو ونگس
PHONE {76360 74350

ینصرک رجال نوحی الیھم من السماء
{ تیری مدد وہ لوگ کریں گے جنہیں ہم آسمان سے وحی کریں گے }
(الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

پیشکش :- کرشن احمد گوتم اینڈ برادرس ۔ سٹاکسٹ جیولن ڈیلیرز ۔ مدینہ میدان روڈ ۔ بھدرک ۷۵۶۱۰۰ (اڑیسہ)
ہمدو پرائیٹر ۔ شیخ محمد یونس احمدی ۔ فون نمبر ۔ 294 ۔

"بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے!"
(الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

SK. GHULAM HADI & BROTHERS, READYMADE GARMENTS DEALERS
CHANDAN BAZAR BHADRAK DISTT, BALASORE (ORISSA)

"فتح اور کامیابی ہمارا مقدر ہے" (ارشاد حضرت ناصر الدین رحمہ اللہ تعالیٰ)

احمد الیکٹرانکس
کورٹ روڈ ۔ اسلام آباد کشمیر

لاڈلک الیکٹرانکس
انڈسٹریل روڈ ۔ اسلام آباد کشمیر

امپائر ریڈیو ۔ ٹی وی اور سلائی مشین کی سیل اور سروس

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام
۔ بڑے ہو کر چھوٹوں پر رحم کرو نہ ان کی تحقیر ۔
۔ عالم ہو کر نادانوں کو نصیحت کرو نہ خود نمائی سے ان کی تذلیل ۔
۔ امیر ہو کر غریبوں کی خدمت کرو نہ خود پسندی سے ان پر تکبر ۔
(کشتی نوح)

M. MOOSA RAZA SAHEB & SONS
6-ALBERT VICTOR ROAD FORT
GRAM MOOSARAZA
PHONE :- 605558
BANGALORE - 560002

"چودھویں صدی ہجری غلبہ اسلام کی صدی ہے"
(حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ)

پیشکش :-
SAIRA Traders
WHOLE SALE DEALER IN HAWAI & P.V.C. CHAPPALS
SHOE MARKET
NAYAPUL HYDERABAD - 500002
PHONE NO - 522860

"قرآن شریف جو علمی ترقی اور ہدایت کا موجب ہے" (ملفوظات جلد ...)
ٹیلیگرام :- "ALLIED"

الائیڈ پروڈکٹس

سپلائرز :- کرشڈ بون ۔ بون میل ۔ بون سینیوز اور ہارن ہوفس وغیرہ
پیشکش :-
نمبر ۲/۱۷/۳ عقب کاچی گوڑہ ریلوے سٹیشن حیدرآباد (آندھرا پردیش) فون نمبر ۴۹۹...

"تمام فیضوں کا سرچشمہ قرآن ہے!"
(ملفوظات جلد ...)

MR ®
CALCUTTA

پیشکش کرتے ہیں :-
آرام دہ مضبوط اور دیدہ زیب ربر شیٹ ہوائی چپل نیز ربر پلاسٹک اور کینوس کے جوتے!